26

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا
35واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

28 محرم تا 5 صفر 1448ھ / 14 تا 20 جولائی 2026ء

اس شمارے میں

کیا یہ اقبال اور جناح کا پاکستان ہے؟

امیر سے ملاقات (51)

حقوقِ انسانی کا الٰہی منشور

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی علماء وطلبہ سے باتیں

مری تعمیر میں مضمر ہے......

دجال کی عالمی حکومت اور نیو ورلڈ آرڈر کی حقیقت (7)

درست رویہ

قرآن حکیم کا موضوع انسان ہے، اس اعتبار سے کہ اس کی حقیقی فلاح (کامیابی) اور خسران (ناکامی) کس چیز میں ہے۔ یہ انسان کے موضوعِ قرآن ہونے کا نتیجہ ہے کہ قرآن میں جا بجا اہلِ حق کو ''اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ'' یعنی ''یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں'' کی نویدِ جانفزا اور اہلِ باطل کو اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ' یعنی ''یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں'' کی وعیدِ روح فرسا سنائی گئی ہے۔

قرآنِ حکیم انسان کی رہنمائی کے لیے نازل ہوا۔ اس کا پیغام یہ ہے کہ ظاہر بینی، قیاس آرائی، ظن وتخمین یا خواہش نفس کی غلامی کے تحت انسان نے اللہ، نظامِ کائنات اور خود اپنی ہستی اور دنیوی زندگی کے متعلق جو نظریات قائم کیے ہیں اور ان نظریات کی بنا پر جو رویے اختیار کر لیے ہیں، وہ حقیقتِ نفس الامری کے لحاظ سے غلط اور نتیجے کے اعتبار سے خود انسان کے لیے تباہ کن ہیں۔ حقیقت وہ ہے جو انسان کو خلیفہ بناتے وقت اللہ نے خود بتا دی تھی، اور اس حقیقت کے لحاظ سے انسان کے لیے وہی رویہ درست اور اچھے انجام تک پہنچانے والا ہے جو اللہ کی ہدایت پر مبنی ہو۔

مولانا صدرالدین الرفاعی
قرآن مجید کا تعارف

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

الھدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1190

اللہ تعالیٰ متکبر اور شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا

سُورَۃ لُقمٰن — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیت: 18

وَلَا تُصَعِّرۡ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمۡشِ فِى الۡاَرۡضِ مَرَحًا ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرٍ ۚ‏ ﴿۱۸﴾

آیت:۱۸ ﴿وَلَا تُصَعِّرۡ خَدَّكَ لِلنَّاسِ﴾ ’’اور اپنے گالوں کو پھلا کر مت رکھو لوگوں کے سامنے‘‘

یعنی لوگوں سے بے رخی اور غرور و تکبر کی روش مت اختیار کرو۔

﴿وَلَا تَمۡشِ فِى الۡاَرۡضِ مَرَحًا ؕ﴾ ’’اور زمین میں اکڑ کر مت چلو۔‘‘

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرٍ ﴿۱۸﴾﴾ ’’یقیناً اللہ ہر شیخی خورے‘ تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔‘‘

لفظی اعتبار سے مُختَال کا تعلق خیل (گھوڑے) سے ہے۔ گھوڑے کی چال میں ایک خاص تمکنت اور غرور کا انداز پایا جاتا ہے۔ چنانچہ جب انسان اپنی چال کے انداز میں گھوڑے کے سے غرور و تمکنت کا مظاہرہ کرتا ہے تو گویا وہ مُختَال بن جاتا ہے۔ یہی مضمون اس سے پہلے سورۂ بنی اسرائیل میں اس طرح بیان ہوا ہے: ﴿وَلَا تَمۡشِ فِى الۡاَرۡضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنۡ تَخۡرِقَ الۡاَرۡضَ وَلَنۡ تَبۡلُغَ الۡجِبَالَ طُوۡلًا ﴿۳۷﴾﴾ ’’اور زمین میں اکڑ کر نہ چلو‘ تم نہ تو زمین کو پھاڑ سکو گے اور نہ ہی پہنچ سکو گے، پہاڑوں تک اونچائی میں۔‘‘

درس حدیث

مسلمان بھائی کی آبرو کی حفاظت

عَنۡ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مَنِ اغۡتِیۡبَ عِنۡدَہٗ اَخُوۡہُ الۡمُسۡلِمُ وَھُوَ یَقۡدِرُ عَلٰی نَصۡرِہٖ فَنَصَرَہٗ نَصَرَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ فَاِنۡ لَّمۡ یَنۡصُرۡہُ وَھُوَ یَقۡدِرُ عَلٰی نَصۡرِہٖ اَدۡرَکَہُ اللّٰہُ بِہٖ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ)) (رواہ البغوی فی شرح السنہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس شخص کے سامنے اُس کے کسی مسلم بھائی کی غیبت (اور بدگوئی) کی جائے اور وہ اُس کی نصرت و حمایت کر سکتا ہو تو کرے (یعنی غیبت و بدگوئی کرنے والے کو اُس سے روکے یا اس کا جواب دے اور مداخلت کرے) تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی مدد فرمائے گا۔ اور اگر قدرت حاصل ہونے کے باوجود اس کی نصرت و حمایت نہ کرے (نہ غیبت کرنے والے کو غیبت سے روکے نہ جواب دہی اور مدافعت کرے) تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کو اس کی کوتاہی پر پکڑے گا (اور اس کو سزا دے گا۔)‘‘

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
28 محرم تا 5 صفر 1448ھ جلد 35
14 تا 20 جولائی 2026ء شمارہ 26
مدیر مسئول: شجاع الدین شیخ
مدیر اعزازی: حافظ عاکف سعید
مدیر: رضاء الحق
مجلس ادارت: ● فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری ● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: سکریٹری دین حق ٹرسٹ لاہور
مطبع: آر آر پرنٹرز، سگیاں روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
رضاء الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا یہ اقبال اور جناح کا پاکستان ہے؟

مملکت خداداد پاکستان کو قائم ہوئے اُناسی (79) برس ہوا چاہتے ہیں۔ ایک ایسا ملک جس کا قیام ہی خالص نظریاتی بنیاد پر کیا گیا تھا، اُس کے لیے اس سے بڑا المیہ کیا ہو سکتا ہے کہ پون صدی سے زائد گزر جانے کے بعد بھی فکری اور نظریاتی سطح پر انتہائی پُراثر طبقات کی جانب سے اس خطۂ زمین کو حاصل کرنے کی وجۂ جواز پر سوال اُٹھائے جا رہے ہیں۔ آئے دن بھیس بدل بدل کر دانشور، تجزیہ نگار اور کچھ جدت پسند مذہبی سکالرز دعویٰ کر دیتے ہیں کہ بانیانِ پاکستان درحقیقت ایک سیکولر پاکستان چاہتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان اسلام بے زار اور مغرب زدہ لوگوں کے سامنے جب قرآن وسنت اور دین کے دلائل رکھیں تو یہ انھیں ماضی کے قصہ کہانیاں کہہ کر سننے کو ہی تیار نہیں ہوتے۔ پھر یہ کہ تاریخی حقائق اور عدل پر مبنی تجزیہ پیش کیا جائے تو آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ اُن کے منہ سے جھاگ اڑنے لگتا ہے اور اپنے نظریاتی حریف کو جاہل قرار دیتے ہوئے طعنہ دیتے ہیں کہ ملک آج بربادی کی جس نہج پر پہنچ چکا ہے، اس کی وجہ 'مولوی' ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ پون صدی سے زائد کا عرصہ گزر چکا۔ ملک پر مستقل سیکولر حکمران ہی براجمان رہے ہیں۔ کبھی سویلین، کبھی فوجی اور کچھ عرصہ سے ہائبرڈ نظام کے تحت ملک کو چلانے والوں کے قول وفعل سے ظاہر و باہر ہے کہ پرکھنے کے تمام مسلمہ معیارات کے مطابق وہ سیکولر لبرل نظریہ اور طرزِ حکومت کے حامی رہے ہیں۔ پھر مذہبی طبقہ پر طعن و تشنیع کرنا چہ معنی دارد؟

بہرحال ریکارڈ کی درستی کے لیے واجب ہے کہ ہم اصل حقائق کو قارئین کے سامنے رکھ دیں۔ مفکر و مبشرِ پاکستان علامہ محمد اقبال کے ذہن میں پاکستان کا دھندلا سا تصور بہت پہلے آ گیا تھا اور اس کے بنیادی خدوخال اُن کی انقلابی شاعری میں جا بجا نظر آتے ہیں لیکن اِس تصور کا شاید پہلا اور واضح اظہار انہوں نے 29 دسمبر 1930ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ الٰہ آباد کے صدارتی خطبہ میں اِن الفاظ میں کیا تھا: ''میں پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان کو متحد ہو کر ایک واحد ریاست کی شکل میں دیکھنا چاہتا ہوں جس کی اپنی حکومت ہو خواہ سلطنت برطانیہ کے تحت یا اس سے الگ اور مجھے نظر آ رہا ہے کہ یہ متحدہ شمال مغربی مسلم ریاست کم از کم شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے تقدیر مبرم ہے۔'' علامہ اقبال نے فرمایا: ''لہٰذا میں ہندوستان اور اسلام کے بہترین مفاد میں ایک الگ مسلم ریاست کے بنانے کا مطالبہ کرتا ہوں۔'' مزید یہ بھی فرمایا کہ ''اسلام کے لیے یہ ایک موقع ہو گا کہ عرب ملوکیت کے تحت اس پر جو پردے پڑ گئے ان سے چھٹکارا حاصل کر سکے اور اپنے قوانین، تعلیمات اور ثقافت کو اپنی اصل روح کے ساتھ عصر حاضر سے ہم آہنگ کر سکے۔'' گویا دوقومی نظریہ کی توثیق کی گئی تھی۔ اقبال کے اِن دوٹوک کلمات کے باوجود بھی اگر کوئی ''سیکولر، سیکولر'' کی رٹ لگانے پر بضد رہے تو پھر اس کا کیا علاج ہے۔

بانئ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی بات کریں تو اُن کی قیام پاکستان سے قبل سو سے زائد ایسی واضح تقاریر اور اقوال ہیں جن کے مطابق مملکت پاکستان کے قیام کی واحد وجہ جواز ''اسلام'' ہے۔ پاکستان کے ٹھیٹھ اسلامی تشخص کے حوالے سے قائداعظم محمد علی جناح کے چند دیگر اقوال کی شہ سرخیاں تبرکاً

قارئین کی خدمت میں پیش ہیں:

6 جون 1938ء : ''مسلم لیگ کا جھنڈا نبی اکرم ﷺ کا جھنڈا ہے۔''

26 نومبر 1938ء : ''اسلام کا قانون دنیا کا بہترین قانون ہے۔''

8 اپریل 1938ء : ''ملت اسلامیہ عالمی ہے۔''

7 اگست 1938ء : ''میں اوّل و آخر مسلمان ہوں۔''

9 نومبر 1939ء : ''مغربی جمہوریت کے نقائص۔''

14 نومبر 1939ء : ''انسان خلیفۃ اللہ ہے۔''

9 مارچ 1940ء : ''ہندو اور مسلمان دو جداگانہ قومیں ہیں۔''

26 مارچ 1940ء : ''میرا پیغام قرآن ہے۔''

ایک اسلامی ریاست میں اقلیتوں کے حقوق کا واویلا مچانے والوں کے لیے قائداعظم نے اپنے کئی خطابات میں یقین دہانی کرائی کہ اقلیتوں کو خوف نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اسلام اُن کے حقوق کو مکمل تحفظ دیتا ہے اور اُن کے ساتھ پاکستان میں فراخدلانہ سلوک کیا جائے گا۔ جس ملک کا بانی اقلیتوں کے حقوق کے حوالے سے بھی معیار مغربی جمہوریت، سیکولرازم یا لبرل ازم کی بجائے قرآن اور مسلمانوں کی تاریخ کی روشن مثالوں کو قرار دیتا ہو (جن میں دورِ نبوی ﷺ اور خلافتِ راشدہ شامل ہیں) اُس ملک کی بنیاد کو سیکولرازم قرار دینا صریح ظلم و زیادتی ہے۔

11 اگست 1947ء کی تقریر کے حوالے سے تو ہم اتنا ہی کہیں گے کہ جس تقریر کے واحد راوی جسٹس منیر ہوں اور اُس کا کوئی باقاعدہ ریکارڈ نہ ریڈیو پاکستان کے پاس موجود ہو نہ آل انڈیا ریڈیو کے پاس، اُس پر کلام لاحاصل ہے۔ یاد رہے کہ جسٹس منیر کی غلط بیانیوں پر برطانوی نژاد محقق سلینہ کریم نے دو کتابیں تحریر کیں اور سچی بات یہ ہے کہ تحقیق کا حق ادا کر دیا۔

بہرحال حقیقت یہ ہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد کے دو سال کے علاوہ پاکستان کی پون صدی کی تاریخ انتہائی تاریک ہے۔ سیاسی، معاشی، معاشرتی سطح پر ظلم کا نظام نافذ رہا۔ اشرافیہ نے لوٹ مار میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ تمام اداروں خصوصاً سول اور ملٹری بیوروکریسی نے ذاتی اور گروہی مفادات کی خاطر ملکی مفاد داؤ پر لگا دیا۔ چھوٹے صوبوں اور مخصوص علاقوں کے ساتھ ظلم و زیادتی کا معاملہ رہا۔ عوامی مینڈیٹ کو بار بار پامال کیا گیا اور ملک کو 1971ء کا سانحہ پیش آ گیا۔ سود جیسے گناہِ اکبر جسے قرآن اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ قرار دیتا ہے، اس میں ہم پون صدی سے ملوث ہیں اور آج حالت یہ ہو چکی ہے کہ آئی ایم ایف کا آہنی پٹہ ہماری گردن میں ہے جس کا شکنجہ روز بروز تنگ سے تنگ تر کیا جا رہا ہے اور ملک کی نظریاتی اساس اور سلامتی شدید ترین خطرے میں ہے۔

کشمیر جسے بانی پاکستان نے پاکستان کی شہ رگ قرار دیا تھا اُسے بھارت دبوچے ہوئے ہے اور ہماری حکومتیں متواتر اس معاملہ پر پسپائی اختیار کر رہی ہیں اور کہا جا رہا ہے کہ اندر خانے اس کا بھی سودا کیا جا چکا ہے۔ اب تو آزاد کشمیر کے حوالے سے بھی معاملات کو اس بری طرح کچلنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ عوام ناراض ہے اور ہمارا ازلی دشمن بھارت صورتِ حال سے فائدہ اُٹھا کر نفرتوں کی آگ کو مزید بھڑکا رہا ہے۔ پھر یہ کہ بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں دہشت گردی کے واقعات خطرناک حد تک بڑھ چکے ہیں لیکن حکومت مذاکرات کے لیے تیار ہی دکھائی نہیں دیتی اور 'آپریشن' کی رٹ لگائے ہے۔ وفاق، پنجاب، سندھ اور بلوچستان کی حکومتیں تو دن دہاڑے کرپشن، لوٹ مار اور اشرافیہ نوازی میں مگن ہیں ہی، اپوزیشن جس کی صوبہ خیبر پختونخوا میں حکومت ہے اور 2013ء سے مسلسل ہے وہ بھی اس دوڑ میں پیچھے نہیں جس کی تازہ مثال ''اختیارات، استثنٰی اور استحقاق ترمیمی ایکٹ 2026ء'' کا کے پی اسمبلی سے پاس کیا جانا ہے۔ وفاقی اور دیگر صوبائی حکومتوں کو کرپٹ اور خود کو 'صاف و شفاف' ثابت کرنے والی اپوزیشن کا خیبر پختونخوا کی صوبائی اسمبلی کے ممبران کو نوازنے اور مہنگائی و بیروزگاری اور بدامنی میں پسی عوام کو یوں ردی کی ٹوکری کی نظر کر دینے سے واضح ہو گیا کہ اِس حمام میں سب..... ہیں!

عالمی سطح کے حوالے سے بات کریں تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ قضیۂ فلسطین پاکستان کے ڈی این اے میں شامل تھا۔ 1940ء کو جب منٹو پارک میں قرارداد لاہور منظور کی گئی تو اُسی دن اہلِ فلسطین کے حق میں بھی ایک قرارداد منظور ہوئی۔ پھر یہ کہ قائداعظم نے واشگاف الفاظ میں کہا تھا کہ اسرائیل مغرب کا ناجائز بچہ ہے، فلسطینی مسلمانوں کی عسکری مدد بھی کی جائے گی۔ گزشتہ 1000 دنوں کے دوران اس پالیسی پر بھی سیکولر اشرافیہ نے یوٹرن لے لیا ہے اور غزہ کے مسلمانوں کے خلاف جاری مسلسل اسرائیلی درندگی اور نسل کشی کے خلاف کوئی عملی قدم نہیں اُٹھایا گیا۔ 'بورڈ آف پیس' کا رکن بننے سے صہیونی مفادات کو ہی تقویت ملی ہے اور اب ان حالات میں ملتِ اسلامیہ پاکستان کا ہر فرد اپنی اصل ذِمّہ داریوں کو محسوس کر کے ان کو ادا کرنے کے لیے سرگرم عمل ہو جائے۔ یہ اب ناگزیر ہو چکا ہے کہ پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی ایٹمی پاکستان کے سانچے میں ڈھالیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ سیکولرازم اور لبرل ازم کے دھوکے سے باہر نکلا جائے اور اپنی ماضی کی کمزوریوں، کمیوں اور کوتاہیوں کی تلافی کرتے ہوئے پاکستان کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لیے تن من دھن لگا دیں۔ ✿✿✿

زنا، جنسی زیادتی، قتل جیسے واقعات کی روک تھام کے لیے ضروری ہے اسلام نے جو سنہری اصول دیئے ہیں، انہیں نافذ کیا جائے۔

اس کے برعکس آج ہمارے معاشرے میں ایسے اسباب وذرائع مہیا کر دیئے گئے ہیں جن کی وجہ سے ایسے جرائم کی شرح بہت بڑھ گئی۔

اللہ نے عورت پر کفالت کی ذمہ داری نہیں ڈالی بلکہ اُس کے ذمہ صالح نسلوں کی تیاری ہے جو کہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

امریکہ، اسرائیل اور انڈیا کا ابلیسی اتحاد ثلاثہ نہیں چاہتا کہ پاکستان اور افغانستان کے درمیان برادرانہ تعلقات استوار ہوں،

جنگ کی بجائے پاکستان اور افغانستان کو مل کر اپنے مشترکہ دشمنوں سے نبرد آزما ہونا چاہیے۔

خصوصی پروگرام ’’امیر سے ملاقات‘‘ میں

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے رفقائے تنظیم اسلامی واحباب کے سوالوں کے جوابات

میزبان: آصف حمید

سوال: آج کل ملک میں ایسے واقعات عام ہو رہے ہیں، جن میں خواتین کو ہراساں کیا جاتا ہے، کم عمر بچیوں کے ساتھ زیادتی اور قتل کا معاملہ سامنے آتا ہے۔ اس طرح کے اذیت ناک واقعات کے روز بروز بڑھنے کی اصل وجہ کیا ہے؟ (محمد عامر، لاہور)

امیر تنظیم اسلامی: پہلے ہر تیسرے چوتھے دن اخبارات یا ٹی وی پر کوئی خبر آتی تھی کہ فلاں جگہ بچی کے ساتھ زیادتی ہوئی اور بچی کو مار ڈالا گیا، کچرے کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا یا کسی بچے کو زیادتی کے بعد قتل کر دیا گیا وغیرہ لیکن اب یہ خبریں تواتر کے ساتھ آرہی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو واقعات بڑھ گئے ہیں اور دوسرا سوشل میڈیا کی وجہ سے ایسے واقعات جلد سامنے بھی آرہے ہیں۔

اصولی بات یہ ہے کہ قرآن میں اللہ فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى﴾ ’’اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ‘‘ (بنی اسرائیل:32)

ہمارا دین اللہ کی طرف سے عطا کردہ ہے اور اللہ خود فرماتا ہے:

﴿اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ﴾ (الملک:14) ’’کیا وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے؟‘‘

جس رب نے انسان سمیت اس پوری کائنات کو بنایا، وہی حکم دے رہا ہے کہ زنا کے قریب بھی مت جاؤ۔ یعنی وہ تمام ذرائع جو زنا کے بدترین گناہ تک لے جاسکتے ہیں، اُن تمام پر ہمارا دین پابندی لگاتا ہے۔ ہمارے دین نے اسی لیے ستر وحجاب کے احکامات عطا کیے، محرم و نامحرم کی تمیز بتائی، عورتوں اور مردوں کا الگ الگ دائرہ کار معین کیا، مخلوط محافل سے منع کیا، نگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا، گھروں میں داخلے کے لیے اجازت کو لازمی قرار دیا، نکاح کو آسان بنانے کا حکم دیا۔ یہ سب اقدامات دین اس لیے لازم قرار دیتا ہے تاکہ زنا یا زیادتی جیسے واقعات کے مواقع ہی پیدا نہ ہوں۔ اس کے بعد پھر دین میں زنا کے مرتکب ہونے والوں کے لیے سخت سے سخت سزا مقرر کی گئی جس میں غیر شادی شدہ زانی کے لیے 100 کوڑوں

مرتب: محمد رفیق چودھری

کی سزا اور شادی شدہ مرد وعورت کو رجم کرنے کی سزا شامل ہے۔ شریعت یہ بھی تقاضا کرتی ہے کہ ایسی سزائیں سرعام دی جائیں تاکہ باقی لوگ بھی عبرت حاصل کریں۔ دین نے یہ سارے احکامات اس لیے دیئے تاکہ معاشرے میں ایسے المناک واقعات جنم نہ لیں۔ مگر ہمارے ہاں مغرب کی نقالی میں جو معاشرت پروان چڑھائی گئی اس میں یہ سب چیزیں اب اجنبی لگتی ہیں۔ یہی لفظ اسلام کے لیے بھی آتا ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں:

((بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا، وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ غَرِيبًا، فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ)) ’’اسلام کا آغاز اجنبی کی حیثیت سے ہوا اور عنقریب پھر اسی طرح اجنبی ہو جائے گا جیسے شروع ہوا تھا، خوش بختی ہے اجنبیوں کے لیے۔‘‘

وہ چیزیں جنہیں دین نے لازم قرار دیا تھا آج انہیں فراموش کر دیا گیا۔ اُلٹا ایسے اسباب مہیا کر دیئے گئے اور ایسا ماحول پیدا کر دیا گیا جس کی وجہ سے ایسے جرائم کی شرح بہت بڑھ گئی۔ آج ہر نوجوان کی جیب میں سمارٹ فون ہے، انٹرنیٹ کے غلط استعمال پر کوئی روک ٹوک نہیں ہے، وہ تمام آزادی اور تمام ذرائع آسانی سے میسر ہیں جو اس گندے کام کی طرف لے جانے والے ہیں۔ گویا پٹرول بھی مہیا کر دیا گیا ہے اور ماچس کی تیلی بھی ہاتھ میں تھما دی ہے، اس کے بعد کوئی کہے کہ آگ نہیں لگے گی تو یہ خوش فہمی ہو سکتی ہے۔ آج میڈیا پر جو کچھ نشر ہو رہا ہے، یا انٹرنیٹ پر جو کچھ نوجوان دیکھ رہے ہیں، تعلیمی اداروں میں جو ماحول فراہم کر دیا گیا ہے اس کے بعد پھر ہم روتے بھی ہیں کہ یہ سب واقعات ہو رہے ہیں۔ جو ہو رہا ہے غلط ہو رہا ہے مگر ان جرائم کا راستہ کس نے کھولا؟

سوال: آپ نے سورۃ بنی اسرائیل کا حوالہ دیا: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى﴾ ’’اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ۔‘‘ تَقْرَبُوا میں کون کون سی چیزیں آتی ہیں؟

امیر تنظیم اسلامی: وہ تمام اسباب اور ذرائع جو زنا تک لے جاسکتے ہیں ان کے آگے دیوار کھڑی کرنے کو ہمارے فقہاء نے سدِ ذرائع کہا ہے۔ ان میں نگاہوں کا غلط استعمال، تنہائی میں غیر محرم سے ملنا، مخلوط ماحول، انٹرنیٹ، سوشل میڈیا وغیرہ پر بے حیائی اور فحاشی والا مواد، جنسی جذبات اور خواہشات کو بھڑکانے والی چیزیں، فحش لٹریچر، فحش گفتگو وغیرہ شامل ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: آنکھوں کا زنا دیکھنا (بدنظری) ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، اور زبان کا زنا (فحش) گفتگو کرنا ہے، ہاتھوں کا زنا غیر محرم کو چھونا ہے، پیروں کا زنا غلط ارادے سے چل کر جانا ہے اور دل تمنا کرتا اور خواہش کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ یہ سب گناہ ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

تمہارے سر میں کوئی کیل ٹھونک دے اُس کو گوارہ کر لینا مگر نامحرم کو چھونا بھی گوارہ نہ کرنا۔ یعنی غیر محرم کو چھونا اس قدر نقصان دہ ہے۔ اسی طرح موسیقی اور شراب و کباب کی محفلیں بھی ان ذرائع میں شامل ہیں، جو زنا تک لے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: موسیقی دل میں نفاق کو اس طرح پیدا کرتی ہے جس طرح پانی کھیتی کو اُگاتا ہے۔ آج مغربی ریسرچ کہتی ہے کہ 90 فیصد زنا کے کیسز موسیقی اور رقص وسرود کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ یہ سب وہ چیزیں ہیں جن کے قریب جانے سے بھی قرآن منع کرتا ہے۔ آج سمارٹ فون کے ذریعے یہ سب چیزیں بچوں اور نوجوانوں کی آسان رسائی میں ہیں اور کوئی روک ٹوک کا نظام بھی نہیں ہے، کوئی نگرانی کا انتظام نہیں ہے، ان تمام برائیوں کی دعوت سرِ عام مل رہی ہے اور ہم اس پر کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے بیٹھے رہیں اور ہم چاہیں کہ ہمارے بچے اور بچیاں محفوظ رہیں تو اجتماعی سطح پر یہ ممکن نہیں ہے۔ سیٹلائٹ چینلز 24 گھنٹے جذبات بھڑکانے والا مواد دکھاتے ہیں اور پھر جب ایسے افسوسناک واقعات رونما ہوتے ہیں تو آسمان سر پر اُٹھالیتا ہے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ ہمارے دین نے جو حفاظتی اقدامات (سدِّ ذرائع) تجویز کیے ہیں، اُن پر عمل کیا جائے تو ان واقعات میں کمی آسکتی ہے۔

سوال: اس حوالے سے لوگ کیا احتیاطی تدابیر اختیار کریں؟

امیر تنظیم اسلامی: ہمارے ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ ہمارے ریاستی اداروں کو بھی ہمارے مسلمان بھائی چلا رہے ہیں، اُن کے بھی بچے بچیاں ہیں، وہ بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ماننے والے ہیں۔ اُنہیں بڑے دردِ دل کے ساتھ اس پر غور کرنا چاہیے کہ ہم اپنی نسلوں کی حفاظت کیسے کریں۔ چین نے اپنا فیس بک، واٹس ایپ اور سوشل میڈیا کا پورا سسٹم بنا رکھا ہے اور اس پر چین کا اپنا کنٹرول ہے۔ وہ بچوں کو وہی کچھ فراہم کرتے ہیں جتنا وہ چاہتے ہیں۔ بچوں کی حفاظت کی اولین ذمہ داری گھر والوں پر عائد ہوتی ہے۔ بہت سے والدین کو میں جانتا ہوں جنہوں نے اپنی بچیوں کو موبائل فون نہیں دیئے، جب شادی ہو جاتی ہے تو اُنہیں خاوند کی اجازت سے موبائل لے کر دیا جاتا ہے کیونکہ گھر سے باہر اُس کا خاوند سے رابطہ ہونا ضرورت کے تحت ہے۔ اس سے قبل اگر سہیلیوں سے بات کرنی ہے، تعلیم کے حوالے سے کوئی معلومات یا اسائنمنٹ لینی ہے تو والدہ یا والد کے موبائل سے بات ہوگی۔ یہ بات بعض لوگوں کو عجیب لگے گی لیکن اگر اپنے بچوں کے ایمان اور حیاء کی حفاظت کرنی ہے، اپنی اقدار اور نسلوں کو بچانا ہے تو ایسے ناگزیر اقدامات اُٹھانے ہوں گے۔ بہت سے والدین نے بچوں کے لیے وقت مخصوص کر رکھا ہے کہ اتنے وقت میں وہ اپنی پڑھائی کے لیے موبائل استعمال کر سکتے ہیں، اسی طرح لیپ ٹاپ یا کمپیوٹر کا استعمال بھی اس طرح کروایا جاتا ہے کہ اس کی سکرین نگرانی میں ہو، سب دیکھ سکیں بچہ کیا کر رہا ہے۔ پھر یہ کہ انٹرنیٹ کے استعمال،

> **آج مغربی ریسرچ کہتی ہے کہ 90 فیصد زنا کے کیسز موسیقی اور رقص وسرود کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ یہ سب وہ چیزیں ہیں جن سے اسلام منع کرتا ہے۔**

اس کے نقصانات اور احتیاطی تدابیر کے حوالے سے بہت سے لوگوں نے بہت اچھا تربیتی مواد بنایا ہوا ہے، وہ بچوں کو سنایا اور دکھایا جائے۔ اسی طرح منبر و محراب بھی ایک بہت اچھا پلیٹ فارم ہے جہاں سے علماء حضرات نوجوان نسل اور قوم کی اس حوالے سے ذہن سازی اور تربیت کر سکتے ہیں۔ لوگوں کے ایمان اور حیاء کی حفاظت دینی حلقوں کی ذمہ داری بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیاء اور ایمان لازم وملزوم ہیں، اگر ایک چلا جائے تو دوسرا بھی رخصت ہو جاتا ہے۔ لہٰذا منبر و محراب سے حیاء اور ایمان کی حفاظت کے لیے بھرپور آواز اُٹھائی جانی چاہیے۔ اس ضمن میں معاشرے کے دانشور طبقہ، محققین اور مصنفین سے بھی خدمات حاصل کی جا سکتی ہیں جو معاشرتی اقدار کے حوالے سے فکر مند ہیں۔ ان کی اس input کے ساتھ اگر منبر سے بھی بات ہو تو زیادہ موثر ہوگی۔ اسی طرح دینی حلقوں کے ہفتہ وار، پندرہ روزہ، ماہانہ یا سہ ماہی اجتماعات ہوتے ہیں ان کے ذریعے بھی ان ایشوز کو اجاگر کیا جائے۔ سب سے بڑا ذریعہ تعلیمی ادارے ہو سکتے ہیں جہاں کم وبیش 8 کروڑ بچے زیرِ تعلیم ہیں، ان اداروں کے ذریعے آگاہی مہم شروع کی جائے۔ اگر ان تمام فورمز سے اس سنگین ایشو کے متعلق ذہن سازی کی جائے تو امید ہے اس کے حوصلہ افزا نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ اہم یہ ہے کہ ریاست اپنی ذمہ داری ادا کرے۔ سوشل میڈیا کے غلط استعمال کی وجہ سے توہین مذہب کی ایک بدترین شکل بھی سامنے آئی ہے اور عدالتوں میں کیسز بھی چل رہے ہیں، اس قدر افسوسناک صورتِ حال پر خود ریاستی اداروں کے لوگ بھی پریشان ہیں، ججز اور وکلا بھی پریشان ہیں۔ حتیٰ کہ اس فتنہ سے اپنے بچوں کو بچانے کے لیے موبائل پر ایک میسج بھی سرکاری سطح پر چلایا گیا۔ ریاست کے پاس اختیار ہے وہ چاہے تو ان فتنوں کا سدباب کر سکتی ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ والدین، گھر کے ذمہ دار افراد خود اپنی ذمہ داری ادا کریں۔ حدیث میں ہے کہ دیوث جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ دیوث صرف وہ نہیں ہے جس کی عورت بے پردگی اور بے حیائی میں ملوث ہو اور وہ اسے روکے نہ بلکہ علماء کرام کے نزدیک دیوث کے مفہوم میں وہ بھی شامل ہے جو کسی تعلیمی ادارے، بینک، آفس یا کسی بھی اجتماعی فورم کا سربراہ ہے اور وہاں بے پردگی اور بے حیائی کو روکا نہ جا رہا ہو۔ آج سے 10 سال پہلے بعض تعلیمی اداروں میں جانا ہوا، وہاں بچے اور بچیاں اکٹھے ڈانس کر رہے تھے اور والدین بیٹھ کر دیکھ رہے تھے۔ 10 سال پہلے اگر ان بچوں اور بچیوں کی اس قسم کی حوصلہ افزائی ہو رہی تھی تو آج اُن کا کیا حال ہوگا؟ ان کی زندگیوں سے حیاء اور ایمان اگر چلے گئے تو ذمہ دار کون ہوا؟ اسی لیے حدیث کے الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دیوث جنت میں داخل نہ ہوگا۔ ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ)) (صحیح بخاری) ”تم میں سے ہر شخص اپنی رعایا کا نگہبان ہے اور (قیامت کے دن) اس سے اپنی رعایا سے متعلق باز پرس ہوگی۔“

روزِ قیامت ایسے والدین سے، تعلیمی اداروں کے مالکان، اساتذہ، نیز ہر اجتماعی فورم کے سربراہان اور ذمہ داران سے پوچھا جائے گا جہاں لوگوں کی حیاء اور ایمان کی حفاظت نہیں کی گئی بلکہ ان پر ڈاکہ ڈالا گیا۔ اولاد کے متعلق والدین سے، بیوی کے متعلق شوہر سے، غلام کے متعلق مالک سے اور عوام کے متعلق ریاست کے ذمہ داران سے پوچھا جائے گا۔ کچھ لوگوں نے ایک سیکولر بہانہ تراشا ہوتا ہے کہ کسی پر زبردستی نہیں کی جا سکتی۔ حوالہ کے طور پر اس آیت کا غلط استعمال کیا جاتا ہے: ﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾ (البقرة:256) ”دین میں

کوئی جبر نہیں ہے۔''

حالانکہ اس آیت کا اطلاق صرف غیر مسلموں پر ہوتا ہے، جو مسلمان ہے، اس پر شریعت پر عمل کرنا لازم ہے۔ ہر ادارے میں کوئی قواعد وضوابط ہوتے ہیں جن پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے، تاخیر سے آنے پر جرمانہ ہوسکتا ہے، تنخواہ کٹ سکتی ہے تو پھر شرعی قوانین کی پابندی کیوں ضروری نہیں؟

سوال: ایک مسلمان نوجوان سافٹ ویئر انجینئر ہے، اس کو کام کی تلاش بھی ہے، جو کام اُسے ملتا ہے وہ دین سے مطابقت نہیں رکھتا بلکہ کم وبیش اس کے برعکس ہے تو اس نوجوان کے لیے کیا رہنمائی ہے؟ (عبداللہ مغیث)

امیر تنظیم اسلامی: ایسے سوالات کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے کہ کم ازکم احساس تو ہے۔ جو صورت حال بتائی گئی اس کو ہم ایک حدیث کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((اسْتَفْتِ قَلْبَكَ)) ''اپنے دل سے فتویٰ لو۔''

ہر انسان کی فطرت میں اللہ نے اچھائی اور برائی کی تمیز رکھ دی ہے۔ اپنے دل میں جھانک کر دیکھے تو جواب مل جاتا ہے کہ کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے۔ کئی مرتبہ اندر سے تو جواب مل جاتا ہے لیکن باہر کا پریشر اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ انسان حیلے اور بہانے تلاش کرنے لگتا ہے۔ پھر علماء بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک قسم علماء حق کی ہے جو حق پر سمجھوتہ نہیں کرتے، دوسری قسم علماء سو کی ہے، وہ حیلے بیان کرتے ہیں اور عام آدمی کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ پھر فتنوں کے دور میں تو اچھائی اور برائی کی تمیز اور بھی مشکل ہوجاتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میری اُمت پر ایک وقت ایسا آئے گا جب بندے کو فکر نہیں ہوگی کہ وہ حلال کما رہا ہے یا حرام۔ اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً، وَفِتْنَةُ أُمَّتِي الْمَالُ))

''ہر اُمت کا کوئی فتنہ ہے اور میری اُمت کا فتنہ مال ہے۔''

آج آپ دیکھ لیں ٹک ٹاک اور یوٹیوب کے ذریعے پیسہ کمانے کے لیے حیاء اور ایمان کی کس طرح دھجیاں اُڑائی جاتی ہیں، یہاں تک کہ گھر کی خواتین کو بھی دکھانے سے گریز نہیں کیا جاتا، دوسروں کو بھی دیوث بنانے کی ترغیب دی جاتی ہے جبکہ آخرت کی کوئی فکر نہیں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: روز قیامت بندے کے قدم اُٹھ نہیں سکیں گے جب تک کہ اس سے پانچ سوالات کے جوابات نہ لیے جائیں۔ 1۔ زندگی کن کاموں میں کھپائی، 2۔ جوانی کہاں کھپائی، 3۔ مال کہاں سے کمایا اور 4۔ کہاں خرچ کیا، 5۔ علم جو حاصل کیا اُس پر کتنا عمل کیا۔ ان پانچ سوالات میں سے دو سوالات تو صرف مال کے متعلق ہیں۔ پھر حرام مال کی نحوست کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: حرام سے پلا ہوا جسم جنت میں نہیں جائے گا۔ کسی کا لباس 10 درہم کا ہے، اس میں 1 درہم بھی حرام کا ہے تو جب تک وہ لباس

سکولوں میں بچے اور بچیاں والدین کے سامنے بیٹھ کر جب مخلوط ڈانس کرتے ہیں تو ذرا سوچیے! اس طرح اُن کی کس قسم کی ذہنیت کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہوتی ہے؟

پہنا رہے گا تب تک اُس بندے کی دعا قبول نہیں ہوگی۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ یہ بھی فرماتے ہیں: ((الحلال بین، والحرام بین، وبینهما مشتبهات، فمن اتقی الشبهات استبرأ لدینه وعرضه)) ''حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں، پس جس نے شبہ والی چیزوں سے پرہیز کیا اُس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا۔''

اس تناظر میں بندہ خود اپنے کام کا جائزہ لے سکتا ہے کہ وہ جو کچھ کما رہا ہے یا جس کام کے ذریعے کما رہا ہے وہ ایمان، حیاء، اسلام، اللہ اور اُس کے دین کے لیے کتنا فائدہ مند اور کتنا نقصان دہ ہے۔ اپنے اندر سے جو جواب ملے گا اس کے مطابق وہ عمل کرلے۔

سوال: سافٹ ویئر انجینئرنگ کے شعبہ میں گیم کی ایپس بھی بنائی جاتی ہیں۔ ایک تو یہ لغویات میں شمار ہوتی ہیں، دوسرا ان کے ساتھ جو ایڈز چلتے ہیں وہ بھی حیاء اور ایمان کے منافی ہوتے ہیں، دین اس حوالے سے کیا رہنمائی دیتا ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: ایسے معاملات میں فتویٰ دینا تو مفتی حضرات کا کام ہے تاہم اصولی بات احادیث کی روشنی میں واضح ہے کہ مال کے فتنہ کی وجہ سے حلال و حرام کی تمیز ختم ہوجائے گی۔ احادیث کی روشنی میں جہاں حرام کا شبہ بھی ہو تو اس سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اسی طرح ایک گناہ جاریہ بھی ہوتا ہے۔ ایک بندہ ایمان اور حیاء کو نقصان پہنچانے والا مواد تیار کرتا ہے جب تک دنیا اسے دیکھتی رہے گی تب تک اُسے گناہ ملتا رہے گا۔ جہاں تک رزق کا تعلق ہے تو جتنا بندے کی قسمت میں لکھا ہوا ہے وہ اُسے مل کر رہے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: بچہ ماں کے بطن میں چار ماہ کا ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتے کو بھیج کر اُس میں روح ڈالتا ہے اور رزق سمیت چند باتیں طے کردی جاتی ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ (ہود: 6) ''اور نہیں ہے کوئی بھی چلنے پھرنے والا (جاندار) زمین پر مگر اس کا رزق اللہ کے ذِمہ ہے۔''

جمعہ کے خطبہ کے آخر میں بھی ہم حدیث کے یہ الفاظ سنتے ہیں: ((لَنْ تَمُوتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا)) (شرح السنہ) ''کوئی اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اپنی روزی پوری نہ کرلے۔''

بے شک دنیا میں آج مقابلہ بڑھ گیا ہے، آبادی بہت زیادہ ہوگئی ہے، مواقع کم ہیں مگر جتنا رزق کسی کی قسمت میں لکھا ہے وہ اُسے مل کر رہے گا، بندہ صرف اس کی کوشش کرے گا، دینا اللہ تعالیٰ نے ہے۔ اس میں امتحان یہ ہے کہ بندہ وہ رزق حلال ذرائع سے کماتا ہے یا حلال سے۔ گیمز کی ایپس بنانے کا جہاں تک معاملہ ہے تو ان میں بھی حرام، بے حیائی، لغو اور فواحشات کا عنصر موجود ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ﴾ (البقرۃ: 169)

''وہ (شیطان) تو بس تمہیں بدی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے'' جبکہ اللہ تعالیٰ فحشاء سے منع کرتا ہے:

﴿وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ﴾ (النحل: 90) ''اور وہ روکتا ہے بے حیائی، برائی اور سرکشی سے۔''

ان ساری چیزوں کو مدنظر رکھ کر ہم خود فیصلہ کرسکتے ہیں کہ ہم جو کرنے جارہے ہیں وہ درست ہے یا غلط۔

سوال: میں سنگل پیرنٹ ہوں میں اپ ورک اور فائیور پر میڈیکل بلنگ اور کوڈنگ کی آن لائن ملازمت شروع کرنا چاہتی ہوں۔ براہ کرم یہ فرمائیں کہ میڈیکل بلنگ اور کوڈنگ بین الاقوامی سطح پر حلال ہے یا حرام؟ (ایک خاتون)

امیر تنظیم اسلامی: پہلی اصولی بات یہ ہے کہ اللہ نے عورت پر کفالت کی ذِمّہ داری نہیں ڈالی بلکہ ہر صورت میں عورت کی کفالت کوئی نہ کوئی مرد کرے گا۔ یعنی اگر بیٹی ہے باپ کی ذِمّہ داری ہے، بیوی ہے تو شوہر کی ذِمّہ داری، بیوہ ہے تو بیٹوں کی ذِمّہ داری ہے، بیوہ ہے اور بیٹے بھی نہیں ہیں تو باپ اور بھائیوں کی ذِمّہ داری ہے۔ اگر باپ اور بھائی بھی نہیں ہیں تو دادا، وہ نہیں تو چچا، تایا، وہ بھی نہیں تو نانا، ماموں، وغیرہ۔ یہاں تک کہ قریبی رشتوں پر اس کی ذِمّہ داری آتی ہے۔ وہ بھی نہ ہوں تو مسلم ریاست کی ذِمّہ داری ہوگی کہ وہ عورت کی کفالت کرے۔ اگر مسلم ریاست بھی نہ ہو تو مسلم معاشرہ عورت کی کفالت کا ذِمّہ دار ہوگا۔ دین میں عورت کی ذِمّہ داری صرف گھر سنبھالنا اور بچوں کی اچھی پرورش کرنا ہے۔ نپولین نے کہا تھا تم مجھے بہترین مائیں دو! میں تمہیں بہترین قوم دینے کو تیار ہوں۔

انسانی معاشرے میں ماں کا کردار بہت عظیم ہے مگر آج اس کردار کو ہلکا سمجھ لیا گیا ہے۔ کئی برس قبل ایک بینک آفیسر کہنے لگا: 75 ہزار میں گزارا نہیں ہوتا، لانڈری کا خرچہ، باورچی، خانساماو غیرہ سب کو دے کر باقی کچھ بچتا ہی نہیں۔ اگر گھر کے سارے کام ایک دیندار عورت دینی ذِمّہ داری سمجھ کر کرتی ہے تو ذرا سوچیے کہ وہ شوہر کو کتنی بچت دے رہی ہے؟ ایک رپورٹ کے مطابق امریکہ میں 70 فیصد خواتین کو مارکیٹ میں لاکر مزدوروں اور ملازموں کی طرح کام کروانے کے باوجود پیداواری صلاحیت 5 فیصد بھی نہیں بڑھی ہے۔ لہٰذا کئی امریکن تھنک ٹینکس مانتے ہیں کہ 5 فیصد پیداوار کے لیے 70 فیصد ماؤں کو داؤ پر لگانا حماقت ہے جو اچھی نسل تیار کرسکتی تھیں۔ اسی لیے اسلام نے عورت کو صرف گھر کی ذِمّہ داری دی ہے۔ مجبوری کا معاملہ الگ ہے، اگر شوہر فوت ہو جائے اور کفالت کرنے والا کوئی نہ رہے تو عورت شریعت کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے حلال رزق کمانے کا کوئی کام کرسکتی ہے۔ مگر اس صورت میں بھی شرعی تقاضوں کا لازمی اہتمام کیا جائے گا۔ مثلاً پردے کا اہتمام ہو، غیر محرم مردوں سے اختلاط نہ ہو، تنہائی میں کسی غیر محرم مرد کی موجودگی نہ ہو، کم سے کم وقت گھر سے باہر گزارنا پڑے وغیرہ۔ یہ مجبوری کی حالت میں گنجائش ہے مگر شوق بنالینا اسلام کے اصولوں کے منافی ہے۔ خاص طور پر اچھی نسلوں کی تیاری خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ جیسا کہ کئی علاقوں میں ڈے کیئر سنٹرز کھل گئے۔ خواتین صبح ملازمت پر جاتے ہوئے اپنے بچوں کو ان سینٹرز میں چھوڑ جاتی ہیں اور واپسی پر گھر لے جاتی ہیں۔ ذرا سوچیے! یہ بچے کس ذہنیت کے ساتھ پروان چڑھیں گے؟ جہاں تک بہن کا سوال ہے کہ وہ آن لائن میڈیکل بلنگ، کوڈنگ وغیرہ کرنا چاہتی ہیں تو اگرچہ اس کے لیے گھر سے باہر جانا ضروری نہیں ہوگا لیکن غیر محرم مردوں کے ساتھ بات چیت ہوگی اور اس صورت میں سورہ احزاب کے شروع میں بتا دیا گیا کہ اگر کسی غیر محرم مرد سے بات کرنا پڑ جائے تو خواتین کو چاہیے کہ وہ ایسے نرم انداز اور لہجے میں بات نہ کریں جسے مرد کے دل میں کوئی بری نیت پیدا ہو۔ آج کے دور میں آن لائن انٹرایکشن اگر ضروری ہو تو گھر میں موجود کسی مرد یا ماں باپ کی موجودگی میں کی جائے اور اگر براہ راست کسی مرد سے ڈیلنگ کا معاملہ آجائے تو بھی اپنے کسی مرد کی موجودگی میں کی جائے۔ بندہ اپنی طرف سے بچنے کی کوشش کرے باقی اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرلے تو اللہ تعالیٰ فتنوں سے بچائے گا ان شاء اللہ۔

سوال: آپ جب پاکستان اور افغانستان کے تناظر میں گفتگو کرتے ہیں تو نظر آتا ہے کہ آپ پاکستان پر زیادہ تنقید کرتے ہیں جبکہ افغان طالبان پر نہ ہونے کے برابر تنقید کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر صورت حال کا جائزہ لیا جائے تو خطا دونوں کی نظر آتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ افغان طالبان کی غلطیوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے جس کا بھارت کے ساتھ اتحاد کسی سے ڈھکا چھپا نہیں؟ (عارف نبی)

امیر تنظیم اسلامی: سچی بات یہ ہے کہ امام الانبیاء ﷺ کے بعد کوئی بھی خطا سے پاک نہیں ہے۔ خطا کی ڈگری میں فرق ہوسکتا ہے، ایک طرف کم ہوگی، دوسری طرف زیادہ ہوگی۔ اگر ہمارے بھائی ہمارے پچھلے پانچ چھ ماہ کے خطبات کا جائزہ لیں تو انہیں معلوم ہو گا کہ ہم نے افغان طالبان کی غلطیوں کی بھی نشاندہی کی ہے اور اپنی حکومتوں کی جانب سے کی جانے والی غلطیوں کی بھی۔ البتہ ایک فرق ذہن میں رکھیں کہ 20 سال روس کو افغانستان سے جانے میں لگ گئے، 20 سال امریکہ کو جانے میں لگ گئے، علامہ زاھد الراشدی صاحب فرماتے ہیں کہ کم از کم 20 افغان طالبان کی حکومت کو مستحکم ہونے کے لیے تو دے دو۔ ہم نے اسلام کے نام پر پاکستان حاصل کیا تھا مگر 78 سال ہوگئے ابھی تک حقیقی معنوں میں اسلامی ملک نہیں بنا سکے۔ افغان طالبان کو تو ابھی چند سال ہوئے ہیں، ان کی حکومت مستحکم نہیں ہے، اس لیے انہیں رعایت دینی چاہیے۔ جہاں تک بھارت کے ساتھ افغان طالبان کے اتحاد کی بات ہے تو ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ ہم نے اس حوالے سے پریس ریلیز بھی جاری کی ہے۔ ہم امریکہ، اسرائیل اور انڈیا کے گٹھ جوڑ کو ابلیسی اتحاد ثلاثہ کہتے ہیں۔ یہ تینوں نہیں چاہتے کہ پاکستان اور افغانستان کے درمیان برادرانہ تعلقات استوار ہوں اور اس خطہ میں امن واستحکام پیدا ہو۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ احادیث میں اس خطے (مستقبل کے خراسان) کا خاص طور پر ذکر ہے جہاں سے اسلامی لشکر حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰؑ کی نصرت کے لیے جائیں گے۔ کفار و مشرکین کو معلوم ہے کہ اس خطے میں اگر امن اور استحکام پیدا ہو گیا تو یہاں سے معاملہ اسلام کے عالمی غلبے کی طرف جائے گا۔ اسی لیے وہ اس خطہ میں خون ریزی چاہتے ہیں۔ افغانستان سے اگر پاکستان پر حملہ ہوتا ہے تو ہم اس کی بھی مذمت کرتے ہیں۔ اسی طرح جب پرویز مشرف نے امریکہ کا ساتھ دے کر یہاں سے 57 ہزار پروازوں کو اُڑنے کی اجازت دی اور ہمارے 15 لاکھ افغانی بھائی شہید ہوئے اور 15 لاکھ کے قریب زخمی بھی ہوئے تو ہم نے مشرف کے اس فعل کی بھی بھرپور مذمت کی۔ ہم کہتے ہیں کہ دونوں مسلم برادر ملک ہیں، پڑوسی ہیں، دونوں کی غلطیاں ہوسکتی ہیں اور غلطیاں ہوں گی بھی مگر ہم نے اسلامی اخوت کے رشتے کو ہر حال میں بنیاد بنانا ہے۔ احادیث میں اس خطے کے مستقبل کا جو منظر پیش کیا گیا ہے ہمیں اس کے لیے تیاری کرنی چاہیے۔ شیطانی اتحاد ثلاثہ پاک افغان بارڈر پر جو کشیدگی اور خون ریزی چاہتا ہے اس کو دونوں برادر ممالک مل کر روک سکتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جنگ کی بجائے مذاکرات کا راستہ اختیار کیا جائے۔ ہمیں بڑے مقاصد کو سامنے رکھ کر آگے بڑھنا چاہیے۔ اگر آپس میں لڑیں تو مفاد ابلیسی اتحاد ثلاثہ کا پورا ہوگا۔ بجائے اس کے دونوں ممالک آپس میں اتحاد کر کے اپنے مشترکہ دشمنوں سے مقابلہ کریں تو اس میں دونوں ملکوں اور اُن کے عوام کی بھلائی ہے۔ ❁❁❁

حقوقِ انسانی کا الٰہی منشور

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

دنیا کی سیاسی تاریخ میں میگنا کارٹا (Magna Carta) کو قانون کی بالادستی اور حکمرانوں کے اختیارات کو محدود کرنے کی ایک اہم دستاویز قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن تاریخ کا ایک اور باب ایسا بھی ہے جو نہ صرف اس سے صدیوں پہلے رقم ہوا بلکہ اپنی جامعیت، عالمگیریت اور اخلاقی عظمت کے اعتبار سے آج بھی انسانیت کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ یہ باب خطبۂ حجۃ الوداع کا ہے، جہاں نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی روشنی میں انسانی حقوق، عدل، مساوات اور حکمرانی کے ایسے سنہری اصول عطا فرمائے جو کسی مخصوص قوم یا زمانے کے لیے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے رہنمائی کا سرچشمہ ہیں۔ انہیں بجا طور پر حقوق انسانی کا الٰہی منشور قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس حقیقت کے تناظر میں میگنا کارٹا اور خطبۂ حجۃ الوداع کا تقابلی جائزہ کئی اہم سوالات کو جنم دیتا ہے۔

ایک مسلمان قاری کے ذہن میں یہ سوال ضرور اُبھرتا ہے کہ کیا انسانی حقوق، قانون کی بالادستی اور حکمرانوں کے احتساب کا تصور پہلی مرتبہ 1215ء میں سامنے آیا تھا؟ حقیقت یہ ہے کہ میگنا کارٹا بلاشبہ مغربی سیاسی تاریخ کا ایک اہم سنگ میل ہے، لیکن اس سے تقریباً چھ سو برس قبل رسول اکرم ﷺ نے 10 ہجری میں میدانِ عرفات میں جو خطبۂ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا تھا، وہ انسانی حقوق، عدل اجتماعی اور حکمرانی کے اصولوں کا ایک ایسا الٰہی منشور تھا جس کی جامعیت آج بھی دنیا کے تمام سیاسی و سماجی نظاموں پر فوقیت رکھتی ہے۔ مگر بدقسمتی سے خود مسلم حکمران بھی اس عظیم الٰہی منشور کے مطابق حکمرانی کے فرائض انجام نہیں دے رہے، غیر مسلموں سے کیا شکایت کریں۔

میگنا کارٹا دراصل بادشاہ اور چند طاقتور جاگیرداروں کے درمیان ایک سیاسی سمجھوتہ تھا، جس کا مقصد حکمران کے اختیارات کو محدود کرنا تھا، جبکہ خطبۂ حجۃ الوداع پوری انسانیت کے لیے ایک ابدی منشور تھا۔ وہاں حقوق کسی طبقے، نسل یا قوم تک محدود نہیں تھے بلکہ ہر انسان کی جان، مال اور عزت کو مقدس قرار دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جیسے یہ دن (یوم العرفۃ)، یہ مہینہ (ذوالحجۃ) اور یہ شہر (مکۃ المکرمۃ) حرمت والے ہیں۔ یہ اعلان انسانی وقار کے اس تصور کو جنم دیتا ہے جو کسی بادشاہ، پارلیمنٹ یا عدالت کا عطیہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ حق ہے۔

اسی طرح میگنا کارٹا نے حکمران کو قانون کے تابع کرنے کی کوشش کی، لیکن اسلام نے اس سے کہیں آگے بڑھ کر یہ اصول دیا کہ حکمران سمیت ہر شخص اللہ کے قانون کا پابند ہے۔ اسلامی تاریخ میں خلفائے راشدین نے اپنے آپ کو عوام کے سامنے جواب دہ سمجھا اور عدالتی نظام کے سامنے ایک عام شہری کی حیثیت سے پیش ہونے میں کوئی عار محسوس نہیں کی۔ یہ وہ عملی نمونہ تھا جس نے قانون کی بالادستی کو محض ایک نظریہ نہیں بلکہ ایک زندہ حقیقت بنادیا۔

مزید یہ کہ مغرب میں انسانی حقوق کا ارتقا صدیوں پر محیط جدوجہد کے بعد ممکن ہوا، جبکہ نبی مکرم ﷺ نے کل 23 سالہ جدوجہد کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ انتہائی جامع منشور پیش کیا بلکہ اس پر صدفی صد عمل کر کے دکھایا اور پھر خطبۂ حجۃ الوداع میں عورتوں کے حقوق، غلاموں کے حقوق، معاشی انصاف، نسلی مساوات اور انسانی اخوت کے اصول ایک ہی موقع پر واضح کر دیئے گئے۔ آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں، سوائے تقویٰ کے۔ آج بھی دنیا نسلی تعصب اور طبقاتی تقسیم سے نجات حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکی، جبکہ اسلام نے چودہ سو برس قبل اس مسئلے کا مستقل حل پیش کر دیا تھا۔

اس پس منظر میں مسلم حکمرانوں، دانش وروں اور پالیسی سازوں کے لیے لمحۂ فکریہ ہے کہ وہ مغربی سیاسی تاریخ کے ان سنگ میلوں کا مطالعہ تو کرتے ہیں، مگر اپنے عظیم ترین ورثے سے عملاً دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اگر مسلم دنیا حقیقی عدل، سیاسی استحکام، عوامی اعتماد اور عالمی احترام حاصل کرنا چاہتی ہے تو اُسے خطبۂ حجۃ الوداع میں پیش کردہ اصولوں کو محض مذہبی نصوص کے طور پر نہیں بلکہ ریاستی اور اجتماعی زندگی کی بنیاد کے طور پر اختیار کرنا ہوگا۔

مسلم حکمرانوں سے گزارش ہے کہ وہ اقتدار کو ذاتی مفاد یا خاندانی وراثت کے بجائے امانت سمجھیں، قانون کی بالادستی کو یقینی بنائیں، عدل کو ہر شہری تک پہنچائیں، کرپشن اور استحصال کا خاتمہ کریں اور انسانی جان، مال اور عزت کے تحفظ کو اپنی اولین ترجیح بنائیں۔ یہی وہ راستہ ہے جو اُنہیں اللہ تعالیٰ کی رضا، عوام کے اعتماد اور دنیا میں عزت و وقار عطا کرسکتا ہے۔

دنیا میگنا کارٹا کی آٹھ سو سالہ میراث کا جشن منا رہی ہے، لیکن مسلم دنیا کے لیے اصل چیلنج یہ ہے کہ وہ اپنے اس عظیم الٰہی منشور کی طرف لوٹے جو میدانِ عرفات میں نازل شدہ ہدایت کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ نے انسانیت کے سامنے پیش فرمایا تھا۔ جب مسلمان معاشرے خطبہ حجۃ الوداع کے عدل، مساوات، اخوت اور جواب دہی کے اصولوں کو اپنی ریاستی اور اجتماعی زندگی کا محور بنالیں گے تو وہ نہ صرف اپنے داخلی مسائل پر قابو پاسکیں گے بلکہ پوری انسانیت کے سامنے ایک منصفانہ، پُرامن اور باوقار نظامِ زندگی کی عملی مثال بھی پیش کرسکیں گے۔

آج جبکہ دنیا انصاف، امن، انسانی وقار اور مؤثر حکمرانی کی تلاش میں سرگرداں ہے، مسلم حکمرانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اس عظیم الٰہی ورثے کی طرف رجوع کریں جس نے چودہ سو سال قبل انسانیت کو عدل و مساوات کا مکمل ضابطہ عطا کیا تھا۔ خطبۂ حجۃ الوداع محض ایک تاریخی خطبہ نہیں بلکہ ایک زندہ منشور ہے جو ریاست، معاشرے اور فرد سب کی رہنمائی کرتا ہے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ مسلم دنیا مغرب کے فکری تجربات سے آگاہ رہتے ہوئے اپنی اصل بنیادوں کو بھی پہچانے اور ان پر عملاً کاربند ہو۔ جب حکمران اور عوام مل کر اس نبوی منشور کو اپنی اجتماعی زندگی کا محور بنائیں گے تو ایک ایسا عادلانہ، باوقار

اور پُرامن نظام وجود میں آئے گا جو نہ صرف اُمتِ مسلمہ کی عظمتِ رفتہ کو بحال کرے گا بلکہ پوری انسانیت کے لیے خیر وہدایت کا سرچشمہ بن جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

عمومی آگاہی کے لیے خطبۂ حجۃ الوداع اور میگنا کارٹا کا ایک تقابلی جائزہ پیش کیا جا تا رہا ہے تا کہ مسلم حکمران خاص طور پر غیر مسلم دنیا کے حکمران عام طور پر یہ جان سکیں کہ فلاحِ دارین کا منشور کون سا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انسانی تاریخ میں بعض دستاویزات اور خطبات ایسے ہیں جنہوں نے اقوام کے فکری، سیاسی اور سماجی ارتقاء پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ مغربی دنیا میں 1215ء کا میگنا کارٹا قانون کی بالادستی اور حکمران کے اختیارات کو محدود کرنے کی ایک تاریخی دستاویز کے طور پر جانا جاتا ہے، جبکہ اسلامی تاریخ میں 10 ہجری کا خطبۂ حجۃ الوداع انسانی حقوق، عدل وانصاف اور مساواتِ انسانی کا ایک جامع اور آفاقی منشور ہے۔ اگرچہ دونوں کا تاریخی پس منظر اور دائرۂ کار مختلف ہے، میگنا کارٹا انسانی ذہن کی تخلیق ہے جبکہ خطبہ حجۃ الوداع منزل من اللہ ہے، تاہم ان کا تقابلی جائزہ کئی اہم حقائق کو واضح کرتا ہے۔

پس منظر کا فرق:

میگنا کارٹا ایک سیاسی معاہدہ تھا جو انگلستان کے بادشاہ جان اور بااثر جاگیرداروں (بیرنز) کے درمیان شدید سیاسی کشمکش کے نتیجے میں وجود میں آیا۔ اس کا بنیادی مقصد بادشاہ کے اختیارات کو محدود کرنا اور اشرافیہ کے بعض حقوق کا تحفظ تھا۔

اس کے برعکس خطبۂ حجۃ الوداع کسی سیاسی تنازع یا طبقاتی کشمکش کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی طرف سے پوری انسانیت کے لیے ایک الٰہی پیغام تھا۔ اس کا مقصد ایک عادلانہ، اخلاقی اور انسانی معاشرے کی بنیاد فراہم کرنا تھا۔

مخاطبین کا فرق:

میگنا کارٹا بنیادی طور پر بادشاہ، جاگیرداروں اور حکمران طبقے کے درمیان تعلقات کو منظم کرنے کے لیے مرتب کیا گیا تھا۔ عام عوام اس کے براہِ راست مخاطب نہیں تھے۔

خطبۂ حجۃ الوداع کا مخاطب پوری انسانیت تھی۔ اس میں رنگ، نسل، زبان، قومیت اور طبقاتی تقسیم سے بالاتر ہو کر تمام انسانوں کے فرائض وحقوق بیان کیے گئے۔

حقوق کا ماخذ:

میگنا کارٹا میں حقوق کا سرچشمہ سیاسی قوتوں کے درمیان ایک معاہدہ تھا جسے وقت اور حالات کے مطابق تبدیل بھی کیا جا سکتا تھا۔

اسلام میں حقوق کا ماخذ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

خطبۂ حجۃ الوداع میں بیان کردہ حقوق انسانی خواہشات یا سیاسی مفادات کے تابع نہیں بلکہ خدائی احکام پر مبنی ہیں، اس لیے ان کی حیثیت زیادہ مستحکم اور دائمی ہے۔

قانون کی بالادستی:

میگنا کارٹا کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ اس نے پہلی مرتبہ یہ تصور پیش کیا کہ بادشاہ بھی قانون سے بالاتر نہیں۔

خطبۂ حجۃ الوداع اور اسلامی تعلیمات اس سے آگے بڑھ کر یہ اصول دیتی ہیں کہ حکمران ہو یا عام شہری، سب اللہ کے قانون کے تابع ہیں۔ اسلام میں قانون کی بالادستی کسی انسان یا ادارے کی نہیں بلکہ شریعتِ الٰہی کی ہے۔

انسانی مساوات:

میگنا کارٹا نے انسانی مساوات کا جامع تصور پیش نہیں کیا کیونکہ اس کا دائرہ محدود تھا اور اس زمانے میں طبقاتی تقسیم برقرار رہی۔

خطبۂ حجۃ الوداع نے واضح اعلان کیا: ”کسی عربی کو عجمی پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں، مگر تقویٰ کے سبب۔“ یہ اعلان انسانی مساوات اور نسلی برابری کا ایسا اصول ہے جو آج بھی عالمی انسانی حقوق کے بنیادی تصورات میں شمار ہوتا ہے۔

عورتوں اور کمزور طبقات کے حقوق:

میگنا کارٹا میں عورتوں اور کمزور طبقات کے حقوق پر محدود گفتگو ملتی ہے۔

خطبۂ حجۃ الوداع میں خواتین کے حقوق، غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک، معاشرتی انصاف اور باہمی ذمہ داریوں پر خصوصی زور دیا گیا، جو اس زمانے کے معاشرتی حالات کے اعتبار سے ایک انقلابی پیش رفت تھی۔

عالمی اثرات:

میگنا کارٹا نے مغربی آئینی ارتقاء، پارلیمانی جمہوریت اور جدید قانونی نظاموں پر گہرے اثرات مرتب کیے۔

خطبۂ حجۃ الوداع نے نہ صرف اسلامی تہذیب و ریاست کی بنیاد رکھی بلکہ انسانی حقوق، معاشرتی عدل، مذہبی رواداری اور اخلاقی اقدار کے ایسے اصول متعارف کرائے جن سے کروڑوں انسان صدیوں سے رہنمائی حاصل کر رہے ہیں۔

نتیجہ:

میگنا کارٹا اپنی جگہ ایک اہم تاریخی دستاویز ہے جس نے مغرب میں آئینی حکومت اور قانون کی بالادستی کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ تاہم خطبہ حجۃ الوداع اپنی جامعیت، عالمگیریت اور الٰہی بنیادوں کے اعتبار سے اس سے کہیں وسیع اور ہمہ گیر حیثیت رکھتا ہے۔ میگنا کارٹا نے ایک بادشاہ کے اختیارات کو محدود کیا، جبکہ خطبۂ حجۃ الوداع نے پوری انسانیت کو عدل، مساوات، اخوت اور انسانی وقار کا ایسا ابدی منشور عطا کیا جو ہر دور اور ہر معاشرے کے لیے قابلِ عمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس تناظر میں یہ سوال تمام سوچ سمجھ رکھنے والے باشعور انسانوں سے ہے کہ وہ ان دو نظاموں میں سے کس کو ترجیح دیں گے۔ مسلم حکمرانوں کے پاس الٰہی منشور کو اختیار کرنے کے سوا اور کوئی متبادل نہیں ہے۔ البتہ غیر مسلم غور کریں کہ انہوں نے بھی مر کر اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے اس وقت نہ کہنا کہ ہمیں معلوم نہیں تھا۔ فھل من مد کر؟

❁❁❁

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن

☆ حلقہ راولپنڈی کے مبتدی رفیق محترم جاوید اسلم وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0341-5919311

☆ حلقہ کراچی شمالی، یاسین آباد کے مشیر خصوصی محترم فرقان احمد کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0337-0376876

☆ حلقہ کراچی وسطی، بنوری ٹاؤن کے رفیق محترم خبیب صدیقی کے بھائی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0322-2736235

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی علماء وطلبہ سے باتیں

مفتی سمیع الرحمن

عالم عرب کے معروف عالم دین صالح احمد شامی نے ملفوظاتِ صحابہ کرامؓ کا ایک مجموعہ ''مواعظ الصحابۃؓ'' کے نام سے شائع کیا ہے۔ اس مجموعے میں سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے منتخب ملفوظات ترجمہ وتشریح کے ساتھ پیشِ خدمت ہیں، جن کا براہِ راست تعلق طلباء اور علماء کرام سے ہے۔

طلبہ کی صفات:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب نوجوانوں کو طلبِ علم میں مشغول دیکھتے تو خوش ہوکر فرماتے:

''اے حکمت ودانش کے چشمو! جہالت کے اندھیروں میں علم کے روشن چراغو! حصولِ علم کی کوششیں تمہیں مبارک ہوں۔ تمہارا لباس بوسیدہ، لیکن دل تروتازہ رہتا ہے۔ بے مقصد گھومنے پھرنے کے بجائے اپنی اقامت گاہوں تک محدود رہتے ہو، تم ہر قبیلے کے پھول ہو۔''

فوائد:

1: طلبہ کو خوش آمدید کہنا چاہیے۔ اپنے رویوں سے اُنہیں دل برداشتہ کرنے کی بجائے ان کی نادانی پر صبر وتحمل سے کام لینا چاہیے۔ اس مادی دور میں مستقبل کے سہانے خوابوں کو فراموش کر کے علومِ نبوت کو اپنے سینے سے لگانے والے مہمانانِ رسول کی عزت افزائی اور ان کے علمی افادے کو اپنا شرف سمجھنا چاہیے۔

2: طلباء دین کو اپنی ظاہری شکل وصورت کی تزئین میں منہمک ہونے کی بجائے دل کی دنیا کو باطنی گندگی: تکبر، بغض، حسد، خود پسندی، قومی، لسانی، علاقائی تعصب اور عشقِ مجازی سے پاک کرنے اور اخلاقِ حسنہ، تواضع، عاجزی، ادب، اُخوت، ایثار سے سنوارنے کی کوششوں میں لگے رہنا چاہیے۔

3: بے مقصد گھومنے پھرنے اور تفریح میں پڑنے کے بجائے طالب علم کو اپنی فکر ونظر اور چلت پھرت کا محور محض ''علم'' کو بنانا چاہیے۔

حصولِ علم کا مقصد:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''علم دین حاصل کرو، جب حاصل کرلو تو اس پر عمل بھی کرو۔ پھر فرمایا: جاہل کے لیے ایک ہلاکت ہے اگر وہ جاہل ہی رہے اور اللہ چاہے تو اُسے علم دے کر اس ہلاکت سے نکال بھی سکتا ہے، مگر جو شخص علم رکھنے کے باوجود عمل نہ کرے، اُس کے لیے سات مرتبہ ہلاکت ہے۔''

فائدہ: سات کا عدد محض کثرت کے لیے بھی بولا جاتا ہے، اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ اس کے لیے ہلاکتیں ہی ہلاکتیں ہیں، کیونکہ بے عمل ہر لمحے رحمتِ الٰہی سے دور ہوتا جاتا ہے، لہٰذا مقصدِ علم، عمل ہونا چاہیے۔ علم برائے علم، یا علم برائے اسناد اور اسناد برائے ذریعۂ معاش اس دور کا بہت بڑا فتنہ ہے۔ تصحیحِ نیت کے ساتھ تبعاً ان اُمور سے واسطہ پڑے تو کوئی حرج نہیں۔

علم سیکھنے سے آتا ہے:

''انسان ماں کے پیٹ سے عالم بن کر پیدا نہیں ہوتا علم تو سیکھنے سے آتا ہے۔''

فائدہ: علم کسی صاحبِ فضل وعلم کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے سے آتا ہے، کسی کی راہنمائی کے بغیر علمی مدارج طے کرنے کے خواب دیکھنا احمقوں کا کام ہے۔ بعض اوقات طالب علم کی خود پسندی اور اس کا مصنوعی وقار اس کے تحصیلِ علم میں آڑ بن جاتا ہے۔ اسی طرح بعض اوقات علمی خانوادوں کے چشم وچراغ ''پدرم عالم بود'' کے زعم میں مبتلا ہوکر علم وفضل سے محروم رہ جاتے ہیں۔ علمی استفادے کی لذت اُس وقت تک حاصل نہیں کی جاسکتی، جب تک طالب علم اپنا مصنوعی وقار اور خود پسندی کا لباس اُتار نہ دے اور اصحابِ علم سے استفادے میں کسی قسم کی جھجک محسوس نہ کرے۔

علم بھولنے کی وجہ:

(إني لأحسب الرجل ينسى العلم كان يعلمه لخطيئة يعملها)

''جو شخص علم دین کی کوئی چیز جاننے کے بعد بھول جائے، میرے خیال میں یہ اس کے کسی گناہ کا اثر ہے جو اس سے صادر ہوا ہے۔''

فائدہ: بھول پن کے کئی مادی اسباب بھی ہوسکتے ہیں، جو انسان کو مختلف احوال میں لاحق ہوتے رہتے ہیں، لیکن اگر انسان کو دنیاوی دھندے تو نہ بھولنے پائیں، مگر علم دین کے وہ مسائل جنہیں وہ جان چکا تھا، بھول پن کا شکار ہوجائیں تو یقیناً یہ کسی گناہ کا ثمرۂ بد ہے جو اس سے صادر ہوا ہے۔ یہی نسیان کا روحانی سبب ہے، علم دین کی حفاظت گناہوں سے محفوظ ہونے میں ہے۔

علم خشیتِ الٰہی کا نام ہے:

''علم خشیتِ الٰہی کا نام ہے، نہ کہ کثرتِ روایات کا۔''

فائدہ: ایک صحابیِ رسولؐ کی فراستِ ایمانی کا اندازہ لگائیے۔ خیر القرون میں رہتے ہوئے انہوں نے جس علمی فتنے کی نشاندہی فرمائی ہے، آج اُسے فتنہ ہی نہیں سمجھا جاتا۔

علمِ دین کا حقیقی مقصد یہ ہے کہ معرفتِ الٰہی حاصل ہو، اس معرفت کے نتیجے میں انسان کا رواں رواں خشیتِ الٰہی میں ڈوب کر سراپا اطاعت بن جائے۔ خشیت معرفت سے حاصل ہوتی ہے اور معرفت علم سے، انبیاء کرامؑ کو یہ معرفت سب سے مستند علم ''وحی'' سے براہِ راست حاصل ہوئی تھی، اس لیے ان میں خشیتِ الٰہی بھی بکمال پائی جاتی ہے۔ اس تعلقِ علم کی وجہ سے علماء کرام کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ عام لوگوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والے ہوتے ہیں: ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ (فاطر: 28) ''اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔'' جو علم انسان کو خشیت سے دوچار کرنے کے بجائے محض جستجو کے لیے مہمیز کا کام دے، اس سے پناہ مانگنی چاہیے۔ ایسا شخص قابلِ رحم ہے جس کی معلومات تو وسیع ہوں، مقالے، مضامین، علمی تحقیقات نوکِ قلم پر ہوں، ہر عہد کی کتابوں سے نام بہ نام واقفیت ہو، مگر دل خشیتِ الٰہی سے خالی ہو۔

ایک اضافی خوبی کے لیے حقیقی مقصد کو نظر انداز کر دینا، پانی کی تلاش میں سراب کے پیچھے جان گنوانے کے مترادف ہے۔

علماء پر شہداء کا رشک: ''علم کو اس کے اُٹھ جانے سے قبل ہی حاصل کرلو، اہلِ علم کا فوت ہوجانا ہی علم کا اُٹھ جانا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، قیامت کے دن اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہوئے شہید ہوجانے والے لوگ جب اپنی آنکھوں سے علماء کی قدر ومنزلت کا مشاہدہ کریں گے تو حسرت کریں گے کہ کاش! اللہ تعالیٰ انہیں بھی علماء کی صف میں اُٹھاتا، کوئی شخص بھی عالم بن کر پیدا نہیں ہوتا اور علم، علم حاصل کرنے سے آتا ہے۔''

فائدہ: اسلام کی سربلندی اور دفاعِ اُمت کے لیے جان کا نذرانہ پیش کرنا قابلِ قدر قربانی ہے، لیکن علماءِ حق کی قربانیاں ایک لحاظ سے ''افضل الجہاد'' کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس مقدس جماعت کے افرادِ اُمتِ مسلمہ کی ایمانی دولت کے محافظ بن کر پوری زندگی شیطانی قوتوں سے نبردآزما رہتے ہیں۔ حق گو عالمِ دین دشمنوں کی بھیڑ میں رہ کر صبح وشام اپنی آرزوؤں کا خون کر کے گلستانِ اسلام کی آبیاری کرتا رہتا ہے۔ نیز جہاد انسانوں کے حق میں سراپا رحمت بننے کے لیے آئینِ شریعت کا محتاج ہے۔ گویا جہاد کی بقاء علمِ شریعت کی بقاء پر موقوف ہے، اس سے فضیلتِ علم کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

قرآن کریم عمل کے لیے اُترا ہے، نہ کہ محض پڑھنے کے لیے: ''قرآن کریم عمل کی غرض سے نازل کیا گیا ہے، لیکن تم نے اس کے نازل ہونے کا مقصد محض پڑھنا سمجھ لیا ہے۔ عنقریب ایسے لوگ آکر رہیں گے جو قرآن کریم کے الفاظ کو نیزے کی طرح سیدھا کرنے کو مقصدِ زندگی سمجھ لیں گے، ایسے لوگوں کا شمار تمہارے اچھے لوگوں میں نہیں ہوگا۔ جو صاحب علم اپنے علم پر عمل نہ کرے، اس کی مثال اس مریض کی طرح ہے جو مرض کی دوا بیان کرتا ہے، مگر خود اس سے شفا نہیں پاتا، یا اس بھوکے کی طرح ہے جو کھانوں کے ذائقے بیان کرتا ہے، مگر لذتِ دہن سے محروم رہتا ہے۔ ایسے بے عمل کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم جو باتیں بناتے ہو، وہ تمہارے لیے باعث خرابی ہیں۔''

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ نے بعض عارفین کا قول نقل کیا ہے کہ لوگ تجوید کے قواعد میں اس قدر منہمک ہوجاتے ہیں کہ قرآن کریم کی حقیقی روح ''خشیت'' پس پردہ چلی جاتی ہے۔ (الفوز الکبیر، ص:35)

اعترافِ جہالت: ''جو شخص ہر سوال کا دھڑلے سے جواب دیتا چلا جائے وہ بے وقوف ہے۔ پھر فرمایا: عالم کی ڈھال یہ کلمہ ہے: ''مجھے معلوم نہیں۔'' پھر اگر کسی مسئلے سے ناواقف ہونے کے باوجود اعترافِ جہالت کرنے کی بجائے جواب دینے کی غلطی کر بیٹھا تو برباد ہوگیا۔'' (الاحیا، ج:، ص91)

فائدہ: کسی مسئلے کا جواب انتہائی سوچ سمجھ کر اور صورتِ مسئلہ کو جان کر دینا چاہیے۔ اس لیے محتاط اہلِ علم پیچیدہ مسائل کا جواب تحریری صورت میں دیتے ہیں، اس میں خطا کا امکان کم ہوتا ہے۔ مسئلے کا جواب کسی قاعدے اور نظیر کو سامنے رکھ کر دینے میں ٹھوکر لگتی ہے، اس لیے جب تک یقینی مسئلہ معلوم نہ ہو، جواب سے گریز کرنا چاہیے، اس سے اعتماد بھی بڑھ جاتا ہے۔

عالمِ دین مسلسل نماز میں ہوتا ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا: ''فقیہ ہمیشہ نماز میں ہوتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: کیسے؟ آپ ؓ نے فرمایا: ''اس کا دل اور اس کی زبان ذکرِ الٰہی سے معطر رہتے ہیں۔''

فائدہ: یادِ الٰہی اور حضوری ایک والہانہ ڈھنگ ہے۔ دینی مسائل کا تکرار، استحضار بھی درحقیقت اللہ کی یاد ہے، اس لیے اسے نماز سے تشبیہ دی ہے کہ فقیہ ہمیشہ یادِ الٰہی میں مصروف رہتا ہے۔

❁❁❁

پریس ریلیز 10 جولائی 2026ء

'بورڈ آف پیس' کے نام پر غزہ کے عوام ومجاہدین کو صیہونیوں کے ماتحت کرنے کا منصوبہ شرم ناک ہے۔ مذاکراتی عمل کے دوران ایران پر دوبارہ حملوں نے ثابت کردیا ہے کہ صیہونی امن کے اصل دشمن ہیں۔

شجاع الدین شیخ

'بورڈ آف پیس' کے نام پر غزہ کے عوام ومجاہدین کو صیہونیوں کے ماتحت کرنے کا منصوبہ شرم ناک ہے۔ مذاکراتی عمل کے دوران ایران پر دوبارہ حملوں نے ثابت کردیا ہے کہ صیہونی امن کے اصل دشمن ہیں۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ ناجائز صیہونی ریاست اسرائیل گزشتہ 1000 سے زائد دنوں سے غزہ میں عورتوں اور بچوں سمیت مسلمانوں کی نسل کُشی کو مسلسل جاری رکھے ہوئے ہے، جس میں اُسے امریکہ اور کئی دیگر مسلم دشمن ممالک کی مکمل معاونت حاصل ہے۔ ستمبر 2025ء میں طے پانے والے نام نہاد 'غزہ امن معاہدہ' کی مسلسل دھجیاں بکھیری جارہی ہیں۔ صیہونی غزہ کے مظلوم عوام تک خوراک اور ادویات پہنچنے کے راستے میں مسلسل رکاوٹیں ڈال رہے ہیں۔ پھر یہ کہ 'غزہ امن معاہدہ' کے بعد بھی اسرائیل غزہ کے مسلمانوں پر جان لیوا حملے کررہا ہے اور عالمی اداروں کی رپورٹس کے مطابق غزہ کے 80 فیصد سے زائد علاقے پر قبضہ جما چکا ہے۔ 'بورڈ آف پیس' کے نام پر بعض مسلم ممالک کے وسائل وعسکری قوت کو امن کے قیام کی آڑ میں صیہونی مفادات کو تقویت دینے کے لیے استعمال کیا جارہا ہے، جو عالمِ اسلام کے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ غزہ کے مجاہدین کو اس قدر تنہا کردیا گیا ہے کہ وہ اپنی حکومت ختم کر کے صیہونی درندگی سے عوام کو محفوظ رکھنے تک محدود ہوکر رہ گئے ہیں۔ امیر تنظیم نے ایک بار پھر پاکستان سمیت مسلم ممالک سے اپیل کی کہ 'بورڈ آف پیس' سے فوری طور پر علیحدہ ہوکر غزہ کے مسلمانوں کے جان، مال، عزت وآبرو اور اُن کی بابرکت سرزمین کی حفاظت کے لیے عملی اقدامات کریں اور مسلمانوں پر صیہونی مظالم کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے آپس میں اتحاد واتفاق پیدا کریں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

مری تعمیر میں مضمر ہے......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

امریکہ اسرائیل، ایران جنگ بندی کے بعد بات چیت آگے بڑھانے میں ایک وقفہ طے پایا۔ جس میں ایران نے جنگ کے نتیجے میں قیادت کی آخری رسومات کی ادائیگی کرنی تھی۔ امریکہ نے اپنی آزادی کی 250 ویں سالگرہ کی دھوم دھام منانی تھی۔ اب آئندہ مذاکرات 11 جولائی کو ہونے ہیں۔ پاکستان کو امید ہے کہ یہ اسلام آباد میں منعقد ہوں گے۔

4 جولائی کو امریکی یوم آزادی کی زبردست تیاری تھی۔ ہو تو گیا مگر ایک بن بلائے مہمان کی طرح موسم کی ہولناکی، (موسمیاتی تبدیلی کا آسمانی تحفہ/مکافاتِ عمل!) مشرقی امریکہ پر مسلط ہو گئی۔ امریکہ ان یومِ آزادی منانے والوں یا قبل ازاں اس پر قبضہ کرنے والوں (برطانیہ، سپین) کا وطن تو تھا بھی نہیں۔ مقامی سرخ ہندیوں (Red Indians) کی شامتِ اعمال کہ، کولمبس نے یہ ملک دریافت کرلیا، دروازہ کھل گیا۔ 1776-1607 کے عرصے میں جرمنی، سکاٹ لینڈ، آئرلینڈ، سکینڈے نیویا، نیدرلینڈ، اور پھر 1920-1880ء کے دوران، اٹلی، روس، یونان، پولینڈ سے آمد ہوئی۔ امریکہ کی صنعتی ترقی نے بھی کا رخ ادھر کر دیا۔ یہودیوں کی یلغار علیحدہ داستان ہے۔ افریقہ سے سیاہ فام غلاموں کو لا کر جبری مشقت اور ظلم وتحقیر کا باب مزید ہے، جن کی اکثریت مسلمان تھی! مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی! (جسے آج پوری دنیا بھگت رہی ہے)

سب سے پہلے تو یورپی آبادی اپنے ساتھ چیچک، خسرہ، انفلوئنزا لائی۔ مقامی آبادی ان غیر مرئی بلاؤں کا شکار ہو کر موت یا حد درجے کمزوری کا شکار ہوئی۔ اس پر مستزاد یورپی اسلحہ، بندوق، جو مقامی تیر کمان کو زیر کرگئی۔ اگلا طریق واردات وہی تھا جو آج ہے۔ زمینوں پر قبضے کے لیے کسی ایک گروہ سے اتحاد کر کے، تقسیم کرو اور لڑاؤ پر عمل کیا۔ خوراک کے ذخیرے، فصلیں، شکار گاہیں تباہ کیں۔ بھینسیں ذبح کیں۔ قبائل کے پاس ہتھیار ڈالنے کے سوا چارہ نہ تھا۔ انیسویں صدی میں قبائل کی جبری بے دخلی ہوئی۔ بتدریج مقامی آبادی کی خود مختاری، آزادی اور آبائی سرزمین پر قبضہ کرلیا۔ سو آج یہ اسی کی 250 ویں برسی/سالگرہ منا رہے ہیں، جو ہم غزہ میں بھی یہ اندازِ دگر دیکھ ہی رہے ہیں۔ کسی علاقے یا ملک پر قبضہ کر کے وہاں اپنے لوگوں کو بطور نو آبادکار (اصلاً بربادکار) بسانا جسے انگریزی میں کالونائزیشن، (نو آبادیاتی نظام) کہا جاتا ہے۔ مثلاً فلسطین پورا ہی اس کا شکار ہو کر اسرائیل بن گیا۔ جو حصہ آزاد فلسطینیوں کو دیا بھی گیا تھا، مغربی کنارہ یا غزہ، وہ بھی نسل کشی کے پونے تین سالوں میں غصب ہو گیا/ہو رہا ہے۔ غزہ کا 60 فی صد اسرائیل لے چکا۔ مغربی کنارے میں بربادکاری روزمرہ کی کہانی ہے۔ مثلاً چند دن پہلے کا منظر، فلسطینی باپ نے بڑے بیٹے کی شادی خانہ آبادی کے لیے کل جمع پونجی لگا کر گھر تعمیر کیا۔ تکمیل ہوئی نہ تھی کہ یہودی آبادکاران اترے گھر پر قبضہ کرنے۔ سفید ریش باپ کے سارے ارمان اور سرمایہ ان غاصبوں کے ہاتھ لٹ گیا!

غزہ پر بمباری، تباہ کاری روزمرہ کا معمول ہے۔ ایک بورڈ آف پیس (امن) بنا تھا۔ پاکستان و دیگر دو درجن ممالک ٹرمپ کی سربراہی میں، بشمول ترکی، قطر، امارات، سعودی عرب، انڈونیشیا! اس Peace کے تو فی الوقت pieces (ٹکڑے) بکھرے پڑے ہیں۔ بدستور حملے، بھوک، بیماریاں، طبی سہولیات سے محرومی، بچھوؤں، سانپوں میں گھری خیمہ بستیاں، ننگے پیر ننھے بچے، مائیں! ولید ھنیہ (اسماعیل ھنیہ جو ایران میں شہید ہوئے، کا بھانجا، جواں سال عظیم مجاہد) جیسی شہادتیں۔ اہم مسلم ممالک ثالثی دو جگہ کر رہے ہیں۔ بورڈ میں بھی اور اب ایران کے ساتھ معاملات، امریکہ کے طے کرنے میں بھی۔ عجب معاملہ ہے کہ لبنان پر تو مشرقِ وسطیٰ کا حصہ ہونے کی بنا پر بھرپور توجہ ہے تحفظ کے لیے۔ ہرمز کا ہتھیار ہماری قوت ہے۔ مگر یہ قوت غزہ، مغربی کنارے کے لیے استعمال کیوں نہیں ہوتی؟ قدس کیا اس اُمّت کی مشترکہ ذمہ داری نہیں؟

اب جو مذاکرات ہونے کو ہیں اس میں ایرانی نیوکلیئر پروگرام، پابندیوں کا ہٹایا جانا اور ایرانی منجمد اثاثوں کی بازیابی شامل ہے۔ ساتھ ہی علاقائی سلامتی بھی ایجنڈے پر ہے۔ کیا غزہ علاقہ غیر ہے؟ اس کی سلامتی کا والی وارث کون ہوگا؟ مسلم حکمران بے نیاز بیٹھے ہیں مگر بحمد اللہ اُمّت اور دنیا بھر میں مظلوم غزہ کے غیر مسلم بہی خواہوں کے دل انہی کے ساتھ دھڑکتے ہیں! مونٹی نیگرو تا تھائی لینڈ، برطانیہ تا پیرس، فیفا ورلڈ کپ میں مصری ٹیم کی جیت پر ٹیم کوچ کا لہراتا فلسطینی جھنڈا اور ٹیم کی سجدہ ریزی اور فلسطین سے یک جہتی۔ ادھر بھی (بے رحم ناکہ بندی والے السیسی حکمران) مصری ٹیم سے غزہ والوں کی محبت! جیت پر غریب فلسطینی تربوز کے ٹکڑے بانٹ کر خوشی منا رہا ہے۔ جھنڈے لہرا لہرا کر 'مبروک یا مصر' کی پکار ہے! سبحان اللہ کیا جگر حوصلہ پایا ہے اہلِ غزہ نے۔ ہمارے پاس تو خود غرضی، امریکہ پرستی اور منتقم مزاجی کے سوا کوئی اخلاقی اثاثہ نہیں! گلاسکو (اسکاٹ لینڈ) میں برتن بجا بجا کر برطانوی حکومت کی اسرائیل نوازی کے خلاف مظاہرہ ہے۔ بینر لگا ہے۔ روزانہ شام 6 بجے آؤ، احتجاج کرنے!

گیری لنکر ایک عام گورا انٹرویو دے رہا ہے، کہتا ہے: 'بدترین بات جو میں نے دیکھی، یہ ہے کہ دن رات بچے مارے جا رہے ہیں، مر رہے ہیں۔ جونہی آپ اس کے خلاف آواز اٹھائیں، آپ پر حماس پرست ہونے کا لیبل لگ جاتا ہے۔' حق کے کچھ نام ہیں جو خوفناک بنا دیئے گئے ہیں، ذہن سازی کر دی ہے۔ (حماس، اخوان، طالبان...... اور بھی......!) گیری کہتا ہے میں نہ مسلمان ہوں، نہ یہودی۔ غیر جانبداری سے یہ سب دیکھ رہا ہوں۔ یہ نہایت اذیت ناک ہے کہ ایسا شور مچا دیا گیا ہے کہ لوگ خاموش رہتے ہیں! میں یہ سوشل میڈیا پر دیکھتا اور مسلسل روتا ہوں! ادھیڑ عمر گورا......! ہم نہیں روتے! آواز نہیں اُٹھاتے۔ ہمارے ممالک کو تو دنیا پرستی، لوٹ مار، مناصب کی دیوانگی، ہولناک حد تک کرپشن اور بڑے بڑوں کے جرائم کھا گئے۔ ہمارے پاس فرصت کہاں!

ملکی سیاست ہولناک ہو چکی ہے۔ بلوچستان کافی نہ تھا اب ہم آزاد کشمیر میں بگاڑ پر اپنی چشم پوشی، پہلو تہی سے عوام الناس کو شدید مسائل میں دھکیل رہے ہیں۔ مشرقی اور مغربی سرحدات پر کشیدگی ہے اور ہم بیرونی دوروں میں ہی مصروف ہیں۔ اندرونِ خانہ لاقانونیت، گرانی، غربت کی انتہا، کرپشن، قرضوں کے بڑھتے انبار ہمیں کھائے جا رہے ہیں۔ ہم مسائل دبا، چھپا کر گولی،

زبان بندی سے مسائل حل کرنا چاہتے ہیں۔ نظامِ تعلیم کی تباہی ملک کا مستقبل الگ بگاڑ رہی ہے۔ ہوش کے ناخن لینے کی ضرورت ہے۔

دیکھیے مکافاتِ عمل امریکہ میں دھوم دھام سے منائے جانے والی سالگرہ پر (250 سالہ جشن ہونے کو تھا) بے رحم ریکارڈ توڑ گرمی کی لہر، قہر بن کر مشرقی حصے (بشمول واشنگٹن، نیو یارک) پر ٹوٹ پڑی۔ کئی پروگرام منسوخ کرنے پڑے۔ بجلی کا نظام تہس نہس ہو گیا۔ شدید گرمی میں 10 لاکھ بجلی کے بغیر رہے بڑے دہکتے شہروں میں۔ لو کے تھپیڑے۔ امریکہ نے جو 4 ایٹم بموں کے برابر بارود زمین میں اتارا۔ 3600 سینٹی گریڈ والے بموں سے غزہ کی زمین پگھلائی، وہ آج موسمیاتی تبدیلی کا غیظ و غضب لیے طوفانی تھپیڑوں، گرج چمک، شدتِ حرارت کے بھبھکوں سے 250 ویں سالگرہ پگھلا گئی۔ واشنگٹن میں پہلے دن 12 بجے ٹرمپ کا پروگرام ہونا تھا مگر شدید طوفان کی بنا پر شام کو گراؤنڈ خالی کروالیا گیا۔ بمشکل رات سوا گیارہ بجے شروع ہو پایا۔ آزادی پریڈ منسوخ ہوگئی۔ ٹرمپ نے ٹرتھ سوشل پر لکھا: ’طوفان خوش بختی لے کر آتے ہیں تقریبات میں۔‘ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بگڑتے موسموں پر، عذاب کے خوف سے مسجد لپکتے، سجدہ ریز ہو کر پناہ مانگتے اللہ سے!) سبحان اللہ! ٹرمپ کے فرمان کے لیے انگریزی کا محاورہ ہے کہ ’جہالت بھی ایک نعمت ہے!‘ (Ignorance is a bliss!) ایسی ہی طوفانی خوش بختیاں قومِ عاد کے لیے آئی تھیں۔ لاعلمی بندے کو خوش رکھتی ہے! ٹرمپ نے کہا کہ طوفان سے تقریب سنسنی خیز ہو جاتی ہے! پھر تو اللہ تمھیں سنسناتا رکھے - افغانستان میں 20 سال لگ گئے تھے سنسنی سے نکلتے۔ اب غزہ، ایران لیے بیٹھے ہیں؟ ’ہیں سنسنیاں منتظر تمہاری؟ ٹرمپ کا دعویٰ تھا کہ: ’امریکہ نے انسانی تاریخ کی ڈھائی صدیوں میں عظیم ترین کامیابیاں حاصل کی ہیں!‘ کھوپڑیوں کے مینار تعمیر کیے ہیں؟ ہیروشیما، ناگاساکی، ویت نام، افغانستان، عراق، شام، غزہ، لبنان، پورا مشرقِ وسطیٰ آتش بداماں؟ افغانستان میں نیٹو، امریکہ، دنیا بھر کی فوجوں کو ذلت آمیز شکست میں جھونکا؟ کھربوں ڈالر جنگ کی نذر کیے؟ امریکی عوام کو غربت میں دھکیلا؟ ملکی معیشت اسرائیل پر نچھاور کر دی! سو 250 واں یومِ آزادی خاصا تہلکہ خیز رہا۔ سفید فام برتری کا متکبر گروہ بھی مخصوص جھنڈے لیے اپنے عزائم کا اظہار بہ زبانِ حال کر رہا تھا۔

❁❁❁

رفقاء متوجہ ہوں — ان شاء اللہ

’’قلات مال بیسمنٹ، ارباب کرم خان روڈ، کوئٹہ (حلقہ بلوچستان)‘‘ میں
25 تا 31 جولائی 2026ء (بروز ہفتہ بعد نمازِ عصر تا بروز جمعۃ المبارک 12 بجے)

ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:

☆ اسلام کا انقلابی منشور ☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ تنظیم اسلامی کی دعوت سہ ورقہ (عملی مشق)

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

اور

31 جولائی تا 02 اگست 2026ء (بروز جمعۃ المبارک بعد عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

ذمہ داران ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ **منہج انقلاب نبوی ﷺ، تصادم کا مرحلہ اول، صبر محض، عدم تشدد اور اعادہ سابقہ مذاکرہ۔**

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 081-2842969/ 0333-7860934

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-(042)35473375

رفقاء متوجہ ہوں — ان شاء اللہ

’’مسجد جامع القرآن (قرآن کمپلیکس)، پیہونٹ نزد نیلور، اسلام آباد‘‘ (زون شمالی کے تحت) میں
24 تا 26 جولائی 2026ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

مدرسین کورس

(نئے و متوقع مدرسین کے لیے)

نوٹ: مدرسین کورس کے لیے درج ذیل کتابچہ کے مطالعہ کا اہتمام فرمائیں۔

☆ **قرآن کے نام پر اُٹھنے والی تحریکات اور ان کے بارے میں علماءِ کرام کے خدشات۔**

اور

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔ **موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں**

برائے رابطہ: 0334-5309613 / 051-4866055 / 051-2751014

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-(042)35473375

دجال کی عالمی حکومت اور نیو ورلڈ آرڈر کی حقیقت

قسط: 7

رفیق چودھری

تنسیخ عہد وسابقہ اُمّت کی معزولی

تورات کے ذریعے ہی یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے اللہ سے کیا ہوا عہد بار بار توڑا اور بار بار اُنہیں سزا بھی ملی اور اُنہیں سرزمین موعود سے ملک بدر بھی کیا گیا۔ جو اس بات کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے کہ سرزمین موعود کا وعدہ اللہ کی اطاعت سے مشروط ہے۔ اسی بات کو سمجھتے ہوئے بابل کی اسیری کے دوران ان کے بعض انبیاءؑ نے ان کی اصلاح کی کوشش کی اور مکابی تحریک چلائی جس کے نتیجہ میں اُن میں سے کچھ لوگ تائب ہو کر سیدھے راستے پر آگئے اور اللہ نے اُنہیں دوبارہ سرزمین کنعان میں نہ صرف آباد ہونے کا موقع دیا بلکہ وہاں اُن کی سلطنت بھی دوبارہ قائم ہوئی۔ ہیکل سلیمانی کو دوبارہ تعمیر کیا گیا۔ کچھ عرصہ تک بنی اسرائیل سیدھے راستے پر رہے لیکن پھر سرکشی پر آمادہ ہو گئے۔ 333 قبل مسیح میں سکندر اعظم نے بنی اسرائیل کو فلسطین سے نکال کر اسے یونانی سلطنت کا حصہ بنا لیا۔ 165 قبل مسیح میں بنی اسرائیل نے یونانی سلطنت سے بغاوت کر کے ایک یہودی سلطنت کی بنیاد رکھی لیکن سو سال بعد ہی (65ق م) فلسطین پر روم کا قبضہ ہو گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بھی بنی اسرائیل میں ہوئی لیکن اُن کی دعوت کو بنی اسرائیل نے قبول نہ کیا اور اپنے تئیں اُنہیں مصلوب کر دیا۔ اس طرح انہوں نے اللہ کے غضب کو مزید بھڑکایا۔ 70ء میں بنی اسرائیل نے روم سے بغاوت کی جس کے نتیجہ میں رومی جنرل ٹائٹس نے انہیں سخت سزا دی، ان کا قتل عام کیا، ہیکل سلیمانی کو بھی مسمار کر دیا اور جو یہودی بچ گئے تھے انہیں بھی وہاں سے نکال دیا۔ اس بارے میں بنی اسرائیل کو پہلے ہی خبردار کر دیا گیا تھا۔ جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ بات بتلا دی تھی کہ تم ضرور ملک میں دو مرتبہ خرابی کرو گے اور بڑی سرکشی کرو گے۔ پھر جب پہلا وعدہ آیا تو ہم نے تم پر اپنے بندے سخت لڑائی والے بھیجے پھر وہ تمہارے گھروں میں گھس گئے، اور اللہ کا وعدہ تو پورا ہونا ہی تھا۔ پھر ہم نے تمہیں دشمنوں پر غلبہ دیا اور تمہیں مال اور اولاد میں ترقی دی اور تمہیں بڑی جماعت والا بنا دیا۔ اگر تم نے بھلائی کی تو اپنے ہی لیے کی، اور اگر برائی کی تو وہ بھی اپنے ہی لیے کی، پھر جب دوسرا وعدہ آیا تاکہ تمہارے چہروں پر رسوائی پھیر دیں اور ہیکل میں گھس جائیں جس طرح پہلی بار گھس گئے تھے اور جس چیز پر قابو پائیں اس کا ستیاناس کر دیں۔ تمہارا رب قریب ہے کہ تم پر رحم کرے، اور اگر تم پھر وہی کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے، اور ہم نے دوزخ کو کافروں کے لیے قید خانہ بنایا ہے۔" (الاسراء: 2تا8)

118ء تا 138ء کے درمیان روم کے بادشاہ Hadrian نے انہیں بیت المقدس آنے کی اجازت دی لیکن بغاوت کرنے پر بیت المقدس کے شہر کو مکمل طور پر تباہ کر کے یہودیوں کو غلاموں کے طور بیچ کر شہر بدر کر دیا اور اُن کا واپس بیت المقدس آنا ممنوع قرار دے دیا۔ 614ء سے 624ء تک فلسطین پر مجوسیوں کی حکومت رہی جنہوں نے یہودیوں کو بیت المقدس میں آنے اور عبادت کرنے کی اجازت دی مگر اس دوران بھی وہ سازشوں میں مصروف رہے اور عرب عیسائیوں پر ظلم کرتے رہے۔ 624ء میں فلسطین پر بازنطینی سلطنت کا قبضہ ہو گیا اور انہیں پھر وہاں سے نکال دیا گیا۔ 636ء میں فلسطین پر اسلام کی فتح کا پرچم لہرایا اور عیسائی مذہبی پیشواؤں نے اپنے ہاتھوں سے بیت المقدس کی چابیاں خلیفۂ دوم حضرت عمرؓ کے سپرد کر کے انہیں بیت المقدس کا محافظ قرار دیا کیونکہ ان کی کتابوں میں جو نشانیاں موجود تھیں وہ پوری ہو گئی تھیں۔ یہ اس بات کا پختہ ثبوت تھا کہ پہلی اُمت معزول ہو چکی ہے اور اب موجودہ اُمتِ مُسلمہ یروشلم اور بیت المقدس کا نظام سنبھالے گی اور یہی اُمت اب دنیا کی قیادت و سیاست اور گواہی پیش کرنے کی ذمہ دار ہو گی۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یہ واقعہ خلیفۂ ثانی حضرت عمرؓ کے دور میں پیش آیا لیکن اللہ تعالیٰ نے بہت پہلے ہی سابقہ اُمت کی معزولی اور نئی اُمت کے قیام کا اعلان کر دیا تھا:

﴿تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ج﴾ (البقرہ: 141) "وہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی۔"

یہ پہلی اُمت کی منسوخی کا اعلان تھا اور اس کے بعد موجودہ اُمت کی امامت کا اعلان کیا گیا:

"اور (اے مسلمانو!) اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک اُمت وسط بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول ﷺ تم پر گواہ ہوں۔" (البقرہ: 143)

"تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے، تم حکم کرتے ہو نیکی کا، اور تم روکتے ہو بدی سے، اور تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔" (آل عمران: 110)

یہاں تک کہ بائبل میں بھی یہ پیشن گوئی موجود تھی:

"پس خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی، اور ایک ایسی قوم کو دی جائے گی جو اس کے پھل لائے گی۔" (متی 43:21)

یہاں پھل لانے سے مراد اللہ کے دین (نظام) کو بالفعل قائم و نافذ کرنا، یعنی اللہ کی حکمرانی کو قائم کرنا ہے۔ بنی اسرائیل کے تین قبائل مدینہ منورہ میں جا کر اسی لیے آباد ہوئے تھے کہ وہاں اللہ کے آخری رسول ﷺ ان کے لیے نجات دہندہ بن کر آئیں گے، دین ابراہیم (اسلام) پر مبنی عالمی بادشاہت قائم کریں گے اور اللہ کے گھر (بیت المقدس) کو دوبارہ تعمیر کریں گے۔ تحویل قبلہ کا حکم آنے تک اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں بھرپور دعوت پیش کی اور قرآن میں آیات بھی نازل ہوئیں۔ نشانیاں دیکھتے ہوئے یہود کے بعض علماء اور سلیم الفطرت لوگ ایمان لے آئے لیکن اکثریت جو گمراہی (قبالہ) اور تکبر (نمرودیت) میں مبتلا تھی وہ ہٹ دھرمی پر قائم رہی۔ ان کی کتابوں میں نشانیاں موجود تھیں لیکن انہوں نے ضد میں آکر کتاب کو پس پشت ڈالا اور قبالہ کی پیشن گوئیوں کے پیچھے پڑ گئے جن میں مسایاح (دجال) کا ذکر ہے جو نمرود کے بت پرستی اور دیوتا پرستی پر مبنی شرکیہ دین کو دوبارہ دنیا میں رائج کرے گا۔ اس طرح اُنہوں نے آخری موقع بھی کھو دیا اور بطور اُمت معزول کیے گئے۔ بیت القدس کی جگہ اب مسجد حرام کو پھر سے قبلہ مقرر کیا گیا اور حکم آگیا:

"اور (اے مسلمانو!) جہاں کہیں بھی تم ہو اب اپنا چہرہ (نماز میں) اسی کی طرف پھیرو۔" (البقرہ: 144)

اگر دیکھا جائے تو یہ مشروط پیشین گوئی اُس خطاب میں بھی موجود تھی جو ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے وقت حضرت سلیمان علیہ السلام سے براہ راست کیا گیا تھا:

"لیکن خبردار! اگر تو مجھ سے دور ہو کر میرے دیئے گئے احکام اور ہدایات کو ترک کرے بلکہ دیگر معبودوں کی طرف رجوع کر کے اُن کی خدمت اور

پرستش کرے گا تو میں اسرائیل کو جڑ سے اُکھاڑ کر اُس ملک سے نکال دوں گا جو میں نے اُن کو دے دیا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ میں اس گھر (ہیکل) کو بھی رد کر دوں گا جو میں نے اپنے نام کے لیے مخصوص ومقدس کرلیا ہے۔ اُس وقت میں اسرائیل کو تمام اقوام میں مذاق اور لعن طعن کا نشانہ بنا دوں گا۔ (تواریخ دوم، باب 7 آیات 19 تا 20)

تحویل قبلہ کے وقت بنی اسرائیل کے علماء اس پیشین گوئی سے واقف تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب میں فرمایا:

''اور یہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی تھی' جانتے ہیں کہ یہ (تحویل قبلہ کا حکم) حق ہے ان کے پروردگار کی طرف سے۔'' (البقرۃ:144)

یہاں ایک بہت اہم تاریخی نکتہ آشکار ہوتا ہے کہ یہودیوں کے اصل انتشار (Diaspora) کا دور 70ء میں سیکنڈ ٹیمپل کے انہدام سے نہیں بلکہ تحویل قبلہ کے بعد شروع ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تحویل قبلہ کا حکم آنے تک یہودیوں کو شاید کئی لحاظ سے مہلت دی گئی تھی۔ قدرت کے اسی تقاضے کے تحت شاید یہودی قبائل مدینہ میں جا کر آباد ہوئے تھے اور قرآن کے مطابق انہیں معلوم تھا کہ آخری نبی ﷺ آئیں گے۔ میثاق مدینہ میں بھی ان کو شامل کیا گیا اور تحویل قبلہ کا حکم آنے تک ان کے لیے قرآن میں انداز تخاطب بھی دعوت دینے والا رہا لیکن شعبان 2ھ میں جب تحویلِ قبلہ کا حکم آ گیا تو اس کے بعد ان کے لیے شاید مہلت ختم ہوگئی۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ماہ بعد رمضان میں جب غزوۂ بدر ہوا تو یہود نے خود انتشار کا راستہ اختیار کیا اور اگلے ماہ شوال میں ہی میثاق توڑنے پر بنو قینقاع کے خلاف کارروائی ہوئی اور انہیں مدینہ سے نکال دیا گیا، 4 ہجری میں بنو نضیر بھی قتل کی سازش کرنے پر نکالے گئے، 5 ہجری میں جنگ خندق میں بنو قریظہ کے خلاف بھی غداری کرنے پر کارروائی کی گئی۔ اس طرح یہ تاریخی حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ تحویل قبلہ کے بعد ہی یہودیوں کے اصل انتشار (Final Diaspora) کا دور شروع ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہی وہ پیشین گوئی حقیقی معنوں میں پوری ہوتی ہے جو ہیکل سلیمانی کی اولین تعمیر کے وقت اللہ نے یہودیوں کی سرکشی سے مشروط کی تھی:

''میں اس گھر (ہیکل) کو بھی رد کر دوں گا جو میں نے اپنے نام کے لیے مخصوص ومقدس کرلیا ہے۔ اُس وقت میں اسرائیل کو تمام اقوام میں مذاق اور لعن طعن کا نشانہ بنا دوں گا۔'' (تواریخ دوم، باب 7 آیات 19 تا 20)

ان حقائق کے تناظر میں اہل کتاب کے علماء یہ جانتے تھے کہ بنی اسرائیل سے کیا گیا عہد منسوخ ہو چکا ہے اور اب نئی اُمت مُسلمہ ہی عہد ابراہیم کی وارث ہے لہٰذا یہی وجہ ہے کہ انہوں نے نشانیاں دیکھتے ہوئے خود یروشلم کو حضرت عمر ؓ کے حوالے کیا۔ حضرت عمر ؓ نے 639ء میں مسجد الاقصیٰ کی تعمیر اس جگہ پر شروع کروائی جہاں پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے پہلی مسجد تعمیر کروائی تھی۔ یعنی تیسری مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی تعمیر نئی اُمت مُسلمہ کے ہاتھوں کروائی۔ اس طرح ایک اور پیشین گوئی بھی پوری ہوئی جو اس بات کا ایک اور ثبوت ہے کہ سرزمین موعود کا وعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سچے پیروکاروں کے لیے ہے جو اُن کی طرح ہی شرک و بت پرستی اور جادو کے خلاف کھڑے ہوں گے اور دھرتی پر طاغوت کی بجائے اللہ کا نظام قائم کریں گے۔ جیسا کہ اللہ نے اپنی آخری کتاب میں بھی بتایا:

﴿اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ط﴾ (آل عمران: 68)

''یقیناً ابراہیمؑ سے سب سے زیادہ قربت رکھنے والے لوگ تو وہ ہیں جنہوں نے اُن کی پیروی کی اور اب یہ نبی (حضرت محمد ﷺ) اور جو اُن پر ایمان لائے (اس نسبت کے زیادہ حقدار ہیں)۔''

بائبل کے بعض مقامات بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ ہی تھرڈ ٹمپل ہے۔ جیسا کہ یسعیاہ نبی (Isaiah) کی پیشین گوئی موجود ہے (باب 2، آیت 2):

"And it shall come to pass in the last days that the mountain of the Lord's house shall be established in the top of the mountains."

اسی طرح تواریخ دوم باب 3، آیت 1 کے مطابق سلیمان علیہ السلام نے ہیکل سلیمانی کو موریہ پہاڑ پر تعمیر کیا۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں آج مسجد اقصیٰ موجود ہے۔ جس نجات دہندہ کا وعدہ کیا گیا تھا وہ اللہ کے آخری رسول ﷺ تھے لیکن چونکہ بنی اسرائیل کے گمراہ لوگوں نے ضد میں آ کر کتاب کے دلائل کو رد کیا اور قبالہ (شیطانی علم) پر یقین کیا جس میں آخری زمانے میں آنے والے دجال کی پیشن گوئی ہے جو آ کر نمرود کا نظام قائم کرے گا۔ اس لیے وہ ابھی تک انتظار میں ہیں کہ ان کا نجات دہندہ آئے گا، عالمی بادشاہت قائم کرے گا اور تھرڈ ٹیمپل تعمیر کرے گا۔ مگر وہ جس ٹیمپل کو تعمیر کرے گا وہ اسلام کا نہیں بلکہ نمرودی دین (شرک، جادو، بت پرستی، دیوتا پرستی، ستارہ پرستی) کا مرکز ہوگا۔ واللہ اعلم!

❀❀❀

گوشۂ انسدادِ سود

پاکستان میں انسدادِ سود کی کوششوں کی تاریخ اور مستقبل کے امکانات

(گزشتہ سے پیوستہ)

موجودہ صورتحال

2) یہ رقم بینک سرمایہ کاروں کو انہی مدات میں مہیا کریں گے اور ان سے شرح منافع الگ طے کریں گے (شرح منافع سرمائے کی طلب ورسد کے مطابق طے ہوں گے۔)

3) بچتوں کا یہ حساب سالانہ کے علاوہ روزانہ کی بنیاد پر بھی لگایا جائے گا اور ہر سال کے آغاز میں منافع کے تقسیم کی شرح طے کی جائے گی۔

4) بعض تجارتی قرضے' ٹریڈ بلز وغیرہ TMCL کے تحت مہیا کیے جائیں گے۔

5) ہاؤس فنانسنگ مشارکہ متناقصہ (شرکت عنان) ٹریڈنگ اجارہ اور اجارہ واقتنا کی بنیاد پر مہیا کیے جائیں گے۔

6) بینکوں کا سٹیٹ بینک سے مالی تعلق مضاربہ' P.T.C اور قرض حسنہ کی بنیاد پر استوار ہوگا۔

(جاری ہے)

بحوالہ: ''انسداد سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1539 دن گزر چکے!

مقامی تنظیم دیر گنوڑی اور دارو ڑہ میں دعوتی سرگرمیاں

حلقہ ملاکنڈ کی مقامی تنظیم دیر گنوڑی اور دارو ڑہ کے امیر حلقہ اور ناظم تربیت پر مشتمل ٹیم دیر خاص کے ایک قصبہ گنوڑی پہنچے۔ مقامی تنظیم گنوڑی کے امیر محترم محرم خان نے مہمانوں کا استقبال کیا۔

لائق سید کی مسجد میں بعد از نمازِ عصر ''دین کا جامع تصور'' پر خطاب ہوا۔ تقریباً 60 رفقاء واحباب نے یہ بیان توجہ سے سنا۔ بعد نمازِ مغرب محترم محرم خان کے محلے کی مسجد میں ''فرائض دینی'' پر بات ہوئی۔ تقریباً 25 رفقاء واحباب نے خطاب سنا۔

بعد نمازِ عشاء دعوتی ٹیم کے رفقاء خوڑ مسجد پہنچے۔ جس میں ''عظمت قرآن'' کے موضوع پر بات ہوئی۔ اس پروگرام میں تقریباً 20 افراد نے شرکت کی۔

اگلی صبح تین مقامی تنظیم کے رفقاء نے مشترک تربیتی اجتماع میں شرکت کی۔ امیر حلقہ اور ناظم تربیت نے اس پروگرام میں خطابات کیے۔ امیر حلقہ نے تمام تنظیم اور اسروں کے اجتماعات کا جائزہ لیا اور ان کو ہدایات ومشورے دیے۔

ظہر کی نماز محترم عالم زیب کے علاقہ کی مسجد میں پڑھی اور وہاں ''عظمت قرآن'' پر خطاب ہوا۔ تنظیم گندیگار کے ساتھیوں نے ہائیر سیکنڈری اسکول کے اساتذہ کے ساتھ بعد از نمازِ مغرب ''دین کا جامع تصور'' اور ''ہمارے فرائض'' کی موضوعات پر خطاب کیے۔ اس پروگرام میں تقریباً 20 رفقاء واحباب نے شرکت کی۔

دعوتی ٹیم نے رات تنظیم دارو ڑہ کے امیر محترم شریف بادشاہ کے ہاں گزاری۔ بعد نمازِ فجر دعوتی ٹیم واپس مرکز حلقہ کے لیے عازم سفر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام رفقاء، احباب، منتظمین، میزبان اور مہمانوں کو اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کاوشوں کو اپنے دربار عالیہ میں شرف قبولیت بخشے۔ آمین یا رب العالمین!

(رپورٹ: سعید اللہ جان، ناظم نشر واشاعت حلقہ)

تنظیم اسلامی چکوال کے زیر اہتمام مختلف شخصیات سے ملاقاتیں

حلقہ پنجاب شمالی کی تنظیم اسلامی چکوال کے ملتزم رفیق محترم محمد شہزاد طاہر بٹ ایڈووکیٹ کو مارچ 2026ء میں ناظمِ وفود کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اس ذمہ داری کے تحت گزشتہ چار ماہ (مارچ تا جون 2026ء) کے دوران مختلف سیاسی، سماجی، انتظامی، مذہبی اور عوامی شخصیات سے ملاقاتوں کا اہتمام کیا گیا۔

ان ملاقاتوں کا بنیادی مقصد تنظیم اسلامی کا تعارف پیش کرنا، سورۃ الحج کی آیت نمبر 41 کی اہمیت کو اجاگر کرنا اور حکمرانوں کے کرنے کے کاموں کی طرف توجہ دلانا تھا۔ نیز تنظیم کے دعوتی اور اصلاحی مقاصد سے معزز شخصیات کو آگاہ کرنا تھا۔ اس سلسلے میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی شخصیات سے ملاقاتیں کی گئیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان ملاقاتوں کے دوران تنظیم اسلامی کا تعارف اور اقامت دین کی جدوجہد کا پیغام موثر انداز میں پہنچایا گیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور انہیں دین کے غلبے کی جدوجہد کے لیے مزید موثر بنائے۔ آمین یا رب العالمین!

(رپورٹ: ابرار احمد، ناظم نشر واشاعت حلقہ)

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(2 تا 8 جولائی 2026ء)

جمعرات 02 جولائی: مرکزی اسرہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ بعد نمازِ ظہر ایک رفیق تنظیم سے ملاقات کی۔ سہ پہر میں شعبہ نظامت کے اجلاس کی صدارت کی۔ شام میں ناظم اعلیٰ کے ہمراہ سابق امیر تنظیم جناب حافظ عاکف سعید صاحب کی عیادت کے لیے ان کے گھر جانا ہوا۔

جمعۃ المبارک 03 جولائی: دن میں شعبۂ انگریزی وزکوٰۃ کے اجلاس کی صدارت کی۔ نمازِ جمعہ سے قبل مشیر خصوصی محترم ایوب بیگ مرزا صاحب سے ملاقات کی۔ خطاب جمعہ (اردو تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں ارشاد فرمایا۔ دوپہر میں پروگرام ''امیر سے ملاقات'' کی ریکارڈنگ کرائی۔ بعد ازاں مقامی امیر ڈی ایچ اے تنظیم، حلقہ لاہور شرقی، جناب راحیل بھٹی صاحب کی عیادت کے لیے اُن کے گھر جانا ہوا۔ نائب امیر صاحب بھی ہمراہ تھے۔

ہفتہ 04 جولائی: دن میں انتظامی امور کے حوالہ سے ایک اجلاس کی صدارت کی۔ دوپہر میں حلقہ لاہور شرقی کے تنظیمی دورہ کے لیے جامع مسجد النور، باغ والی روانگی ہوئی۔ حلقہ کے ذِمّہ داران کے اجلاس میں ذِمّہ داران کے تعارف اور سوال وجواب کا اہتمام ہوا۔ بعد ازاں، نمازِ عصر سے قبل تا رات 8:30 بجے تک حلقہ کے کل رفقاء کے اجتماع میں نئے رفقاء کے تعارف، سوال وجواب کی نشست اور بیعت مسنونہ کا اہتمام ہوا۔

اتوار 05 جولائی: صبح حلقہ گوجرانوالہ کے دعوتی وتنظیمی دورہ کے لیے لاہور سے روانگی ہوئی۔ نائب ناظم اعلیٰ شرقی پاکستان، جناب پرویز اقبال صاحب ہمراہ تھے۔ مسجد نمرہ میں حلقہ گوجرانوالہ کے کل رفقاء کے اجتماع میں حلقہ اور نئے رفقاء کے تعارف، سوال وجواب کی نشست اور بیعت مسنونہ کا اہتمام ہوا۔ بعد ازاں حلقہ کے ذِمّہ داران کے اجلاس میں ذِمّہ داران کے تعارف اور سوال وجواب کی نشست کا اہتمام ہوا۔ دوپہر میں سیالکوٹ روانگی ہوئی۔ بعد نمازِ مغرب ''ٹیولپ مارکی'' میں ''فریضۂ شہادتِ حق'' کے موضوع پر خطاب کیا۔

پیر 06 جولائی: صبح گجرات روانگی ہوئی۔ مقامی امیر محترم ہارون سرفراز کی والدہ مرحومہ کی تعزیت کے لیے اُن کے گھر جانا ہوا۔ ملتزم رفیق محترم پرویز یعقوب سے ان کے گھر پر عیادت کے لیے ملاقات ہوئی۔ مرکز حلقہ، مسجد تقویٰ میں چند احباب (بشمول علماء، اساتذہ اور تاجر حضرات) کے لیے منعقدہ ایک پروگرام میں تنظیم کی دعوت پیش کی اور شرکاء کے خدمت قرآن، دینی فرائض، حالات حاضرہ و دیگر موضوعات کے حوالہ سے سوالات کے جوابات دیئے۔ بعد ازاں لاہور اور وہاں سے شام میں کراچی روانگی ہوئی۔

بدھ 08 جولائی: یوٹیوبر ڈاکٹر سید شعیب رضوی صاحب کے ساتھ podcast کی ریکارڈنگ کرائی۔ رات 8:00 بجے مرکزی شعبہ نشر واشاعت کے ساتھ آن لائن میٹنگ کی صدارت کی۔

معمول کی مصروفیات: نائب امیر صاحب سے مستقل رابطہ رہا نیز تنظیمی امور انجام دیئے۔ منتقلہ قرآنی نصاب کے حوالہ سے مختلف ذِمّہ داریاں ادا کیں۔ معمول کی ریکارڈنگز کرائیں۔ بعض احباب سے تعزیت وعیادت کے حوالہ سے رابطہ رہا۔

اخبارِ اسلام

غزہ، اصل صورت حال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- غزہ میں جنگ بندی کے باوجود اسرائیلی حملوں اور خلاف ورزیوں کا سلسلہ بدستور جاری ہے، جس کے نتیجے میں مزید 1041 فلسطینی شہید اور 3372 سے زائد زخمی ہو چکے ہیں، جبکہ جنگ کے ایک ہزار دن مکمل ہونے پر غزہ کے سرکاری میڈیا دفتر نے بتایا ہے کہ اس عرصے میں غزہ پر 223 ہزار ٹن سے زائد دھماکہ خیز مواد گرایا گیا، اگر یہ اعداد و شمار درست ہیں تو ان کے پیچھے صرف تباہ شدہ عمارتیں نہیں، بلکہ بے گھر خاندان، متاثرہ اسپتال، ویران اسکول اور لاکھوں انسانوں کی اذیت ناک داستانیں بھی ہیں۔ الشفاء میڈیکل کمپلیکس اور انسانی حقوق کے اداروں نے خبردار کیا ہے کہ سوڈیم بائی کاربونیٹ کی شدید قلت کے باعث گردوں کے 650 مریضوں کی زندگیاں خطرے میں ہیں، ڈائلیسس کے دورانیے اور تعداد میں کمی کر دی گئی ہے اور طبی سامان کی مسلسل بندش صحت کے نظام کو مزید مفلوج بنا رہی ہے۔ ادھر حماس نے اسرائیل کے ان دعووں کو کہ مزاحمت اپنی عسکری صلاحیتیں بڑھا رہی ہے، غزہ پر جارحیت جاری رکھنے کا بہانہ قرار دیتے ہوئے ثالث ممالک سے جنگ بندی معاہدے پر مکمل عمل درآمد یقینی بنانے کا مطالبہ کیا ہے، جبکہ غزہ کا محاصرہ توڑنے کی عالمی کوششوں کے تحت 26 جولائی کو فرانس سے ایک بین الاقوامی زمینی امدادی قافلہ فلسطین روانہ کرنے کی تیاریاں بھی مکمل کر لی گئی ہیں۔
- مقبوضہ مغربی کنارے اور القدس میں اسرائیلی اقدامات مزید سخت ہو گئے ہیں۔ انسانی حقوق کی تنظیم تسلیم نے فلسطینی بچوں کی ہلاکتوں میں تشویشناک اضافے اور زخمی بچوں تک طبی امداد میں رکاوٹوں کی نشاندہی کی ہے، جبکہ رام اللہ میں علاج کے لیے راستہ بند کیے جانے کے باعث چار ماہ کا بچہ جان کی بازی ہار گیا۔ دوسری جانب اسرائیلی پارلیمان میں اذان پر پابندی کے مجوزہ قانون، مسجد ابراہیمی میں اذان کی مسلسل بندش، مسجد اقصیٰ پر 125 یہودی آبادکاروں کے دھاوے، القدس کے تاریخی ہوائی اڈے پر نام نہاد ''ہیریٹیج سینٹر'' کے قیام اور دیگر آبادکاری منصوبوں پر فلسطینی حلقوں اور حماس نے شدید ردعمل ظاہر کرتے ہوئے انہیں مذہبی آزادی، فلسطینی شناخت اور مقدسات کے خلاف منظم کارروائیاں قرار دیا ہے۔ اسی دوران اسرائیلی حراست سے 14 ماہ بعد رہا ہونے والے فلسطینی صحافی مجاہد بنی مفلح کا دوران حراست پیش آنے والے حالات کے باعث کھوپڑی کا ایک حصہ متاثر ہوا، وہ صحت یابی کے ایک طویل اور کٹھن سفر سے گزر رہے ہیں۔ اُن کی خراب جسمانی حالت نے قیدیوں کے ساتھ روا رکھے جانے والے سلوک پر نئے سوالات کھڑے کر دیئے ہیں۔
- اسرائیلی حملوں کا سلسلہ لبنان میں بھی جاری ہے۔ لبنانی وزارتِ صحت کے مطابق مارچ 2026ء سے دوبارہ شروع ہونے والی اسرائیلی جارحیت میں شہداء کی تعداد 4304 اور زخمیوں کی تعداد 12203 تک پہنچ چکی ہے، جبکہ جنگ بندی کی متعدد کوششوں کے باوجود فضائی حملے اور فوجی کارروائیاں جاری ہیں، جس کے باعث جنوبی لبنان، بقاع اور بیروت کے نواحی علاقوں میں انسانی اور طبی بحران بڑھ رہا ہے۔
- اسرائیلی وزیر اِستمار بن گویر نے ممکنہ قانونی کارروائی اور گرفتاری کے خدشات کے باعث نیویارک کا دورہ منسوخ کر دیا، جبکہ مختلف انسانی حقوق کی تنظیمیں اس کے خلاف جنگی جرائم اور فلسطینی قیدیوں سے متعلق پالیسیوں پر قانونی چارہ جوئی کے مطالبات کر رہی ہیں۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **غزہ و فلسطین: حماس نے غزہ میں انتظامی کمیٹی تحلیل کر دی:** حماس نے غزہ میں تقریباً 20 برس بعد اپنی سول حکومت اور انتظامی کمیٹی تحلیل کرنے کا اعلان کرتے ہوئے قومی ٹیکنوکریٹ کمیٹی کے لیے سول انتظام سنبھالنے کی راہ ہموار کر دی ہے اور اسرائیل پر الزام عائد کیا ہے کہ وہ غزہ میں اقوام متحدہ کی حمایت یافتہ تکنیکی انتظامی کمیٹی کو اختیارات سنبھالنے سے روک کر علاقے میں انتظامی خلا پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے جبکہ اقوام متحدہ نے حماس کے فیصلے کا نوٹس لیتے ہوئے اس اقدام کا خیر مقدم کیا ہے۔ دوسری جانب جنگ بندی کے باوجود اسرائیلی حملوں میں مزید 6 فلسطینی شہید اور 22 زخمی ہوئے۔ غزہ بورڈ آف پیس نے مطالبہ کیا ہے کہ غزہ کے عوام کی بنیادی ضروریات پوری کی جائیں اور قومی انتظامی کمیٹی کو مکمل اختیارات دیئے جائیں۔
- **ایران: آخری رسومات میں شرکت پر اظہارِ تشکر:** شہید ایرانی سپریم لیڈر آیت اللہ سید علی خامنہ ای کی نمازِ جنازہ تہران کے گرینڈ مصلیٰ کمپلیکس میں ادا کی گئی۔ نمازِ جنازہ میں علی خامنہ ای کے تین بیٹے، ایرانی صدر مسعود پزشکیان، سپیکر باقر قالیباف، پاسداران کے قائم مقام سربراہ بریگیڈیئر جنرل احمد واحدی سمیت اعلیٰ حکومتی عہدیدار شریک ہوئے۔ نمازِ جنازہ میں 100 ملکوں کے وفود سمیت لاکھوں افراد نے شرکت کی۔ تاہم رہبرِ اعلیٰ مجتبیٰ خامنہ ای نمازِ جنازہ میں موجود نہیں تھے۔ ایرانی حکام، فوج اور انٹیلی جنس نے شہید رہبر کے خون کا بدلہ لینے کے عزم کا بھی اعادہ کیا۔ مزید یہ کہ ایران اور امریکہ کے درمیان آئندہ تکنیکی مذاکرات اسلام آباد میں ہونے کا امکان ظاہر کیا گیا ہے۔ پارلیمنٹ کے سپیکر باقر قالیباف نے کہا کہ جنگ کے بعد حالات پہلے جیسے نہیں رہے، امریکا حقائق کو تسلیم کرے۔ تہران اور دوحہ کے درمیان پانچ ماہ بعد بحری تجارت بحال ہو گئی جبکہ ایرانی حکام نے آبنائے ہرمز سے گزرنے والے جہازوں کے لیے نئی فیس متعارف کرانے اور دوست ممالک کو رعایت دینے کا اعلان کیا ہے۔
- **خلیجی ممالک: سعودیہ کی قیادت میں نیا اتحاد:** حالیہ ایران۔امریکہ جنگ کے بعد خلیجی ریاستیں امریکہ پر مکمل انحصار کم کر کے پاکستان، ترکیہ، مصر، چین، روس اور دیگر ممالک کے ساتھ دفاعی تعاون بڑھانے پر غور کر رہی ہیں۔ اسی تناظر میں امریکی جریدے کے مطابق سعودی عرب، قطر، مصر، ترکیہ اور پاکستان پر مشتمل نیا علاقائی اتحاد بھی ابھر رہا ہے، جبکہ متحدہ عرب امارات اس صف بندی سے الگ دکھائی دیتا ہے۔
- **بھارت: 24 گھنٹوں میں 5 مساجد مسمار:** اتر پردیش میں ہندو انتہا پسندوں نے ایک مسلمان نوجوان کو تشدد کا نشانہ بنا کر گائے کی پوجا پر مجبور کیا، جس پر شدید ردعمل سامنے آیا۔ اسی ریاست کے شہر وارانسی میں 24 گھنٹوں کے دوران پانچ مساجد مسمار کر دی گئیں، جس پر مسلم تنظیموں نے احتجاج کرتے ہوئے اِسے مذہبی آزادی پر حملہ قرار دیا۔
- **لبنان: مذاکرات کا مقصد قومی مفادات کا تحفظ ہے: صدر جوزف عون:** صدر جوزف عون نے واضح کیا ہے کہ اسرائیل کے ساتھ مذاکرات کا مقصد قومی مفادات اور سرحدی حقوق کا تحفظ ہے، نہ کہ کسی قسم کی پسپائی، اور لبنان اپنی سرزمین کا ایک انچ بھی اسرائیل کے حوالے نہیں کرے گا۔
- **شام: فرانسیسی صدر کے ہوٹل کے قریب دھماکے:** دارالحکومت دمشق میں فرانسیسی صدر ایمانوئل میکرون کے دورے کے دوران ہونے والے دو بم دھماکوں کے نتیجے میں کم از کم 18 افراد زخمی ہوئے۔ فرانسیسی صدارتی دفتر کے مطابق دھماکوں کی آواز میکرون کے قافلے تک نہیں پہنچی اور ان کے ہمراہ موجود صحافیوں نے بھی کسی ہنگامی صورت حال کا مشاہدہ نہیں کیا۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

چمکدار صفائی
گہرائی تک اثر
1kg
KLINIT
صفائی اور بچت ایک ساتھ
KLINIT
Multi Action Power Magic
Detergent Powder
With Colour Guard
شاندار صفائی، اُجلی دھلائی
کم مقدار، زیادہ صفائی
منفرد اور دیرپا خوشبو
رنگوں کی حفاظت
کپڑوں کی حفاظت
جلد کی حفاظت
DELIVERY ALL OVER PAKISTAN
میرا با اعتماد انتخاب
A proud PAKISTANI brand
Net Weight 1kg
TWO IN ONE ACTION
Whiff
Detergent Powder
Cleans+Disinfects
Let your Clothes Smile!
LONG BAR SUPER SAVING PACK
Whiff
DISHWASH BAR
شاندار صفائی
کم پیسے، زیادہ دھلائی
بھرپور جھاگ، داغوں کا صفایا
مہکتی خوشبو
JR Industries:
Shah House, Plot # A89-91, Dhani Bux,
Sector 51-A, Scheme 33, Karachi Pakistan
For Online Order
0304 706 1265
jri.com.pk

Vol: 35 Regd. No. C.P.L NO.114 No.26

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore